

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بائیسواں بجٹ اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ مورخہ 23/جون 2020ء برداز منگل بہ طابق کیمڈ یقعد 1441 ہجری۔

نمبر شمار	مندرجات	صفہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	رخصت کی درخواستیں۔	05
3	میزانیہ بابت مالی سال 21-2020 ع پر بحیثیت مجموعی عام بحث۔	05

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر----- میر عبدالقدوس بننجو

ڈپٹی اسپیکر----- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سکرٹری اسمبلی----- جناب طاہر شاہ کاٹر

اسپیشل سکرٹری (قانون سازی) ----- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر----- جناب مقبول احمد شاہواني



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 23 رجوان 2020ء بروز منگل بہ طابق کیم ذی قعده 1441 ہجری، وقت شام 04 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت سردار برخان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آ خوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّلِحَاتِ لَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَرُ هذِهِ ذَلِكَ الْفُورُ
الْكَبِيرُ ه ط إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَسَدِيدٌ ه ط إِنَّهُ هُوَ يُدِيْعُ وَيُعِيْدُ ه ط وَهُوَ الْغَفُورُ
الْوَدُودُ ه لَا ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ه فَعَانْ لِمَا يُرِيْدُ ه ط

﴿پارہ نمبر ۳۰ سورۃ البروج آیات نمبر ۱۱ تا ۱۲﴾

ترجمہ: بیشک جو لوگ یقین لائے اور کیس انہوں نے بھلائیاں ان کے لئے باغ ہیں جنکے نیچے بہتی ہیں نہریں یہ ہے بڑی مراد ملنی۔ بیشک تیرے رب کی کپڑخت ہے۔ بیشک وہی کرتا ہے پہلی مرتبہ اور دوسری۔ اور وہی ہے بخششے والا محبت کرنیوالا۔ مالک عرش کا بڑی شان والا۔ کرڈا لئے والا جو چاہے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ دومنٹ تشریف رکھیں۔ باقاعدہ سیشن شروع کرتے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! یہ جمہوری ملک ہے آئین کا آرٹیکل 8 سے لیکر 28 تک ہمیں شہری آزادی، تحریر و تقریر کی آزادی، انجمان بنانے کی آزادی ہمیں دے رہا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے جناب اسپیکر! اس حکومت نے تمام جمہوری اقدار کو پامال کیا۔ جناب اسپیکر! آپ کو پتہ ہے ہمارے چن کے دو سینئر صحافی سید علی اچنزی اور عبدالنمیں اچنزی جو پورٹنگ کر رہے تھے، جو اس بات کی نشاندہی کر رہے تھے کہ آپ نے کورٹنائیں سینئر چن میں کیا کھلپے کیے ہیں۔ وہ یہ نشاندہی کر رہے تھے کہ آپ جو چن ڈیورڈ لائنز پر جو تجارتی راستہ بند ہے اُس کے علاوہ آپ کتنے لوگوں کو راس کر کے ہزاروں روپے لے کر کے آپ لوگوں کو لارہے ہیں۔ جب اُس نے بات کی نشاندہی کی جناب اسپیکر! ان کو گرفتار کیا گیا اس پر 3-MPO لگائی گئی اس کو ایف سی کمپ لے جایا گیا اس کی آنکھیں بند کی گئیں اور پھر چن سے کوئی اور کوئی سے مجھ جیل تک ان پر جس بیدردی کیسا تھا تشدید کیا گیا آپ نے سو شل میڈیا پر ان کی تصاویر دیکھیں۔ جناب اسپیکر! یہ کیا طریقہ ہے کیا اس ملک میں آپ کسی پر تقدیم نہیں کر سکتے کیا حکومتوں پر تقدیم نہیں کر سکتے۔ اس لئے اگر آپ نے تقدیم کی تو آپ کو جیل سمجھوادیں گے۔ آپ صحافیوں کو جیل سمجھوادیں گے یہ طریقہ ہے۔ صحافت کیلئے خان عبدالصمد خان اچنزی نے پہلا پر لیں ایکٹ 1938ء میں یہاں پاس کیا تھا ہم نے ان صحافیوں کی آزادی کیلئے جہنمگ اڑی ہے اخبارات، میڈیا کی۔ اور آج آپ ان کو گرفتار کر کے لے جا رہے ہیں اور حکومت کہہ رہی ہے کہ ہم جمہوری حکومت ہے میں اس کے اقدام کی شدید مذمت کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے سینئر صحافی کیسا تھا اس طرح کیا جناب اسپیکر! میں مذمت کرتا ہوں میں آپ سے ریکوویٹ کرتا ہوں کہ ان صحافیوں پر جو تشدید ہوا ہے اس پر آپ ایک کمیشن بنائیں اور کمیشن روپورٹ پیش کرے اس کمیشن میں اپوزیشن کے ممبران بھی شامل ہوں۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی میرضیاء الگو صاحب۔

میرضیاء اللہ لانگو (وزیر حکومتہ داخلہ و قبائلی امور و پی ڈی ایم اے): جناب اسپیکر! نصراللہ زیریے نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے ضروری نہیں ہے کہ وہاں موجود پولیس آفیسر اور کسی صحافی کے درمیان کچھ ہو جاتا ہے تو وہ اس میں ڈائریکٹ حکومت یا وزیر اعلیٰ involve ہو جاتا ہے کہ ہم اتنی بھی چوڑی تقریر حکومت کے خلاف کر لیں۔ اس کی

ہر باشمور بندہ ہر ذی شعور باشندہ نہ مت کرتا ہے بلکہ ان کی تقریر سے پہلے میرے نوٹس میں آنے سے پہلے ہی وزیر اعلیٰ صاحب نے اس سے پہلے از خود اس کا نوٹس لیا ہے اور آئی جی سے اس کی جواب طلبی بھی کی ہے اور جو آئی جی کی رپورٹ آجائے گی جو بھی قصور و اس میں ٹھہر اجس نے لوگوں کی عزت نفس کو مجرور کیا تھا اس کے خلاف ضرور کارروائی ہوگی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ میرضیاء لاگو صاحب۔ جی سیکرٹری صاحب! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کا کڑ (سیکرٹری اسمبلی): حاجی محمد خان لہڑی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کوئٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار یار محمد رند صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: نواب محمد اسلم خان ریسنسی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قادر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

میزانیہ بابت ماں سال 21-2020ء پر بحثیت مجموعی عام بحث۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: روایت کے مطابق بحث کا آغاز اپوزیشن یئر ملک سکندر خان ایڈوکیٹ کریں۔

ملک سکندر خان ایڈوکیٹ (قادم حزب اختلاف): أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ۔ سُمِّ اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيمُ۔

بہت شکریہ جناب اسپیکر! جناب اسپیکر! جس طرح عام طور پر بحث میں ایک concept ہوتا ہے ڈولپمنٹ بحث اور نان ڈولپمنٹ بحث۔ جناب اسپیکر! نان ڈولپمنٹ بحث میں لوگ اگرچہ صرف ان اخراجات کو گنتے ہیں جن میں تنخوا ہیں وغیرہ ہوں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ نان ڈولپمنٹ بحث میں معاشرتی فلاح کیلئے وہ تمام

تم ابیر کیے جاتے ہیں جس سے معاشرہ پر سکون رہے۔ آئین کی بالادستی آئین کے قواعد اور ریکیز کے مطابق عمل کو

یقینی بنا۔ اور ایک اسلامی ملک میں اسلامی اقدار کا تحفظ اور آئین کے مطابق قرآن و سنت کے مطابق تمام اقدامات کرنا، فرقہ داریت کے خاتمے، نفرتوں کا قلع قع، قانون کا بلا امتیاز نفاذ اور ہر قدم آئین کے مطابق رکھنا۔ یہ وسائل تمام نان ڈولپمنٹ بجٹ میں count ہوتے ہیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! آپ کی اجازت اگر ہو میر بانی ہو گی ایوان سے۔ صحافی حضرات نے واک آؤٹ کیا ہے۔ دونوں اطراف سے ایک کمیٹی جا کے ان سے حال و احوال اور بات چیت کر لے اور ان کو ایوان میں لے آئے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ہاں، اپوزیشن اور گورنمنٹ پیپر سے دو دو، تین تین اراکین جائیں اُن سے بات کریں۔ میرضیاء لاگو صاحب! آپ بھی چلے جائیں اُن کے ساتھ، اصغر خان اچکزئی صاحب بھی چلے جائیں ان کے ساتھ زیرے صاحب اگر آپ جانا چاہتے ہیں آپ بھی چلے جائیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! تو میں عرض کر رہا تھا کہ حکومت نان ڈولپمنٹ بجٹ کے وسائل سے آئین سے انحراف کوختی سے کچلنے، عوام کی جان و مال کا مکمل تحفظ اور تمام آئین میں دینے گئے اداروں کو چاہے متفقہ ہو، چاہے عدیہ ہو، چاہے انتظامیہ ہو، انکو اپنے دائرہ کار میں اپنے فرائض انجام دینے ہیں۔ یہ وہ بنیادی فرائض ہیں جو ایک حکومت کو نان ڈولپمنٹ، وسائل سے پورے کرنے ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر! کسی معاشرے کو فلاجی بنانا پانچ سالہ منصوبے کا کام نہیں ہے۔ یا انہائی سوچنے کی بات ہے اور ساتھ ہی انہائی دکھ کی بات ہے کہ ستر سال گزرنے کے باوجود ہماری پاپولیشن کی اکثریت غربت کی لکیر کے نیچے زندگی گزار رہی ہے۔ اور اب تو بدقتی سے متوسط طبقہ اپنی آخری حدود میں ہے۔ اور پاکستان میں اب امیر، امیر ترا و غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ تو اگر ایک باقاعدہ حب الوطنی کے ساتھ اپنے مقاصد کے ساتھ مختص ہونے کی بنیاد پر اقدامات کی بنیاد رکھی جائے تو بعید نہیں کہ آج بھی معاشرہ سدھار کی طرف جائے۔ جناب اسپیکر! آپ دیکھ رہے ہیں ہمارا معاشرہ نفرتوں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے۔ ہماری دینی اقدار جن کو آئین کے آرٹیکل 31 میں مکمل تحفظ ہے ان کی کیا صورتحال ہے ایک اور دکھ کی بات یہ ہے جناب اسپیکر کہ ہر منصب دار پاکستان کے آئین کے تحت حلف اٹھاتا ہے کہ وہ اس آئین پر عملدرآمد بھی کریگا اور اس کی وفاداری کا قسم اٹھاتا ہے ہم یہاں جتنے بیٹھے ہوئے ہیں مزز ہیں کہ وہ اس آئین کا حلف اٹھاتا ہے۔ اور پھر جب گورنمنٹ بنی ہے تو وزیر اعلیٰ صاحب نے آئین کی پابندی کا حلف اٹھایا ہے۔ وزراء صاحبان نے حتیٰ کہ جناب اسپیکر صاحب! آپ نے اور اسی طرح آگے جائیں گورنر صاحب، صدر مملکت، فیڈرل منسٹرز جو جو ادارے ہیں وہ یہ قسم کھاتے ہیں کہ ہم آئین کی پاسداری کریں گے

آئین پر عملدرآمد ہوگا اور اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ لیکن بدقتی سے یہ عہدو پیمان گزشتہ کئی دہائیوں سے دل کی گہرائیوں سے نہیں ہے۔ ورنہ اس کے ثمرات آج ہمارے سامنے ہوتے۔ میں جناب کی توجہ دلاتا ہوں جو آئین کی طرف اگر ہم اس آئین کی Principles of Policy کا حصہ ہے جس کی پاسداری اور اس پر عمل ہر شخص کا فرض ہے اور ہر حلف اٹھانے والے کا فرض ہے لیکن اس پر عمل نہیں کر رہے ہیں قرآن ہمیں کہتا ہے، (عربی) وہ تم کہتے کیوں ہو جو عمل نہیں کرتے۔ جناب اپسیکر! آئین کا انتہائی اہم حصہ ہے۔ یہ شروع ہوتا ہے آرٹیکل 29 سے میں جناب کی توجہ اور ہاؤس کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں پھر آئیے ہم دیکھیں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور ہمارا معاشرہ کیوں اس طرح ہے:

Principles of Policy: The principle set out in this Chapter shall be known as the principles of policy and it is the responsibility of each organ and authority of the State and of each person performing functions on behalf of an Organ or Authority of the State to act in accordance with those principles in so far as they relate to the functions of the organ or the authority. In so far as the observance of any particular principles of policy may be dependant upon the resources being available for the purpose. The principles shall be regarded as been subject to the availability of resources. In respect of each year.

جناب اپسیکر! It is very important.

In respect of each year the President in relation to the affairs to the federation and the Governor of each province in relation to the affairs of the province shall cause to be debate and let before each House of Majlis-e-Shura (Parliament) or as the case may be the provincial assembly a report of the observance and implementation of the principles of policy and provision shall be

made in the rules of procedure of National Assembly and the Senate or as the case may be the provincial assembly for discussion on such report.

اب اگر پر کوئی قدم ہوتا کوئی رپورٹ ہوتی تو آج معاشرہ اس طرح تاریکیوں میں نہیں ہوتا۔

Responsibility with respect of principles of policy: The responsibility of deciding whether any action of an organ or authority of the State or of a person performing functions on behalf of an Organ or Authority of the State is in accordance the principles of policy is that of the Organ or the Authority of the State or of the person concerned.

Article 37 Mr. Speaker. Steps shall be taken. Which is the Mandatory Provision of the Constitution.

Steps shall be taken to enable the Muslims of Pakistan individually and collectively to order their lives in accordance with the fundamental principles and basic concepts of Islam and to provide facilities whereby they may be enabled to understand the meaning of lives according to the Holy Quran and Sunnah.

یہ جانب اپاکستان کی آئین کا ایک Chapter ہے Principles of Policy

To make the teachings of Holy Quran in Islamiat compulsorily to encourage and facilitate the learning of Arabic Language and to secure correct and exact printing and publishing of the Holy Quran.

اب مجھے بتایا جائے جناب اپسکر! کہ ستر سالوں سے گورنمنٹ کی responsibility ہوتے ہوئے بھی ہم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہوئے بھی اس آئین کا یہ provision ہم پر لا گو بھی ہے ہم نے کیا اقدامات کئے ہیں آج جو جس طرح ہم خوار ہیں جس طرح ہم پریشان ہیں جس طرح ہم بے چین ہیں اس کی بھی بنیاد ہے۔ جناب اپسکر! مسلمانوں کے لئے قرآن کریم میں تین آیتوں میں بڑی وضاحت کے ساتھ ہدایت دی ہے کہ قرآن جو تمہارا دستور ہے اگر تم اُس پر عمل نہیں کرو گے جناب اپسکر! سورہ المائدہ کی آیت نمبر 44 ہے اللہ کا فرمان ہے: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أُنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكُفَّارُ۔ اور یہی سورہ المائدہ کی آیت 45 ہے جس میں رب العالمین کا فرمان ہے: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أُنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ جو اُس قانون پر عملدرآمد نہ کرے، جو اُس قانون کو نافذ نہ کرے جو اللہ نے اپنے قرآن میں ہدایت دی ہے، وہ ظالموں میں سے ہیں۔ اور جناب اپسکر! آیت 47 سورہ المائدہ: وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أُنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَسِيْقُونَ۔ جو اللہ نے بھیجا ہوا دستور ہے اُس پر عمل نہ کرنے سے یہ عیید ہے کہ وہ فاسقوں میں سے ہیں۔ اب ایسی صورتحال میں ہم اپنی ذمہ داریوں سے کتنا بیگانہ ہیں یہ تو ہم سب کو معلوم ہے۔ اور پھر قدرت نے ہمارا کس طرح مذاق اڑایا ہے وہ بھی ہم دیکھ رہے ہیں۔ جناب اپسکر! معاشرے میں درندگی نے اپنے پنجے گاڑ دیئے ہیں۔ شرافت کا تصور مکمل طور پر ختم ہو رہا ہے۔ اگر داستان میں بیان کرنا شروع کروں تو جناب بجٹ کا سیشن گزر جائیگا لیکن داستان باقی رہیگی۔

جناب ڈپٹی اپسکر: ملک صاحب! بجٹ سے متعلق بات کریں۔

قادِ حزب اختلاف: یہ سارا بجٹ کا حصہ ہے جناب! نان ڈولپمنٹ بجٹ کو اگر ہم غور سے دیکھیں تو یہ سارا اس کا حصہ ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ حالیہ دنوں میں، میں عرض کر رہا تھا کہ درندگی نے یہاں ہمارے ملک میں اور ہمارے صوبے میں پنجے گاڑے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ہزارہ ٹاؤن کا واقعہ، پنجگور کا واقعہ، تربت کا واقعہ۔ اگر اس کو بغور دیکھا جائے تو اس کے لیے بہت زیادہ سوچنے کی ضرورت ہے۔ ویسی صورتحال میں اس بجٹ کو کیسے عوام دوست بجٹ کہا جاسکتا ہے جہاں جان و مال کی حفاظت کے لیے کوئی ذرائع نہ ہوں۔ ایک دوسری گزارش جناب اپسکر! بجٹ تو ویسے پیش ہوا۔ جہاں اتنے اخراجات نان ڈولپمنٹ بجٹ میں ہوتے ہیں وہاں اگر ملازمین کے لیے بھی تھوڑا بہت کچھ رکھا جاتا۔ کیونکہ آج کل کی مہنگائی میں اور مہنگائی بھی اس طرح ہے جناب اپسکر! کہ حکومت مکمل طور پر مفلوج ہے چاہے federal ہے چاہے provincial ہے۔ اگر پڑول 75 روپے میں ہے تو چینی کی قیمت وہی پرانی ہے۔ گھنی کی قیمت وہی پرانی ہے۔ دالوں کی قیمتیں وہی پرانی ہیں۔

گوشت کی قیمت وہی پرانی ہے۔ ایسی صورت میں لوگ کہاں جائیں؟ کسی چیز کو دیکھانہیں جاتا کوئی implementation نہیں ہے lawlessness totally۔ بجٹ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو جناب اپنیکر ہر جگہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ بجٹ عوام ہے یا عوام دشمن ہے؟ سادہ تجزیہ کیا جائے تو جس طرح ترقیاتی بجٹ اگر عوام کو ضروریات کو مد نظر رکھ کر ترتیب دیا جائے لوگوں کی سہولتوں کو مد نظر رکھ کر ترتیب دی جائے تو عوام دوست بجٹ کہلائے گا اگر اپنی خواہشات اور عوض کی تکمیل کے لیے بجٹ کے کاغذات بنائے جائیں تو وہ عوام دشمن بجٹ ہو گا عوام دوست کبھی نہیں ہو سکتا ایک خاندان کے بجٹ میں بھی اگر تعلیم، سخت اور دیگر ضروریات تمام خاندان کے افراد کو مد نظر رکھا جائے تو وہ خاندان خوشحالی کی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ لیکن اگر ان میں سے کچھ عیاشی کے لیے اپنے منصوبے بنائیں تو وہ خاندان اکٹھا کبھی بھی نہیں رہ سکتا۔ اگر صوبے کی مجموعی پسمندگی کو دور کرنے کی کوشش کی جائے تعلیم، سخت اور مواصلات پر توجہ ہو تو یہ لوگوں کی سہولیات کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے ہاں مائنزر ایک نعمت ہے بلوچستان میں۔ لیکن unfortunately ہر جگہ مائنزر کی رائٹلی وصول کی جاتی ہے۔ فیڈ ریشن بھی اپنا حصہ لیتا ہے۔ صوبہ بھی اپنا حصہ لیتا ہے۔ لیکن جن علاقوں سے مائنزر لفڑی ہے ان شہروں کو کچھ نہیں دیا جاتا۔ اگر ان حالات کے پیش نظر تھوڑا بہت یہ سوچ ہوتا تو ہمارے بلوچستان کے وہ تمام شہر جہاں سے کسی قسم کی معدنیات لفڑی ہے وہ شہر بہت زیادہ آباد بھی ہوتے ہیں، خوشحال بھی ہوتے ہیں۔ اگر زراعت پر توجہ دی جاتی اور زرعی قوت بڑھائی جاتی زمینداروں کی مدد کی جاتی تو اس وقت بلوچستان میں جس طرح ہم سب جانتے ہیں کارخانے بلوچستان میں نہیں ہیں روزگار کے دوسرا ذرائع بلوچستان میں نہیں ہیں داروں مدار زراعت اور مال مowisht پالنے پر ہے لیکن اگر ان دونوں شعبوں کو بھی لا وارث چھوڑا جائے تو پھر بلوچستان کی معیشت کی کیا صورتحال ہوگی۔ ساتھ میں بلوچستان کے وسائل جس میں سیندک ہے ریکوڈک ہے ساتھ گوارہ ہے اس کے لیے کوئی positive تداعیہ ہوتے تو اس سے صوبے کی معیشت پر ثابت اثرات پڑتے۔ اور بجٹ کو اچھا کہا جا سکتا ہے۔ یہاں تو یہ صورت حال ہے زمینداروں کی فصلات کے پرائم ناٹم میں کیسکو کی طرف سے ان کی بکلی کاٹ دی جاتی ہے پانی کی سپلائی منقطع ہو جاتی ہے اور زمینداروں کے ارمان دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں ان سے بات کی جائے تو کہتے ہیں کہ جی صوبہ اپنے حصے کی سب سیڈی نہیں دیتا ہے ہمارے لیے کونسا راستہ رہ جاتا ہے بغیر اس کے کہ ہم electricity disconnect کریں تو ایک بنیادی چیز ہے اگر ان تمام معاملات پر غور ہوتا۔ اسی طرح شہریوں کو بھی جہاں جو لوگ ہزاروں کی تعداد میں بل ادا کرتے ہیں لیکن کیسکو والے دوسرا لوگوں سے جو نادہنده ہیں ان سے بل وصول کرنے کے لیے ان کی بھی بکلی کاٹ دیتے ہیں۔ اس پر کسی قسم کا چیک

نہیں ہے۔ میرے سامنے ملک نصیر صاحب خنہ اور ہم کوئئے کے تمام ایم پی ایز تھے کوئئے کے ڈپٹی کمشنر نے اور کوئئے کے ڈی آئی جی نے ان کو یہ یقین بھی دلایا کہ جو لوگ بل نہیں دیتے ہم آپ کے ساتھ ہر قسم کے تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن ایک ڈنڈے سے ایماندار اور بے ایمان سب کومت۔ جو شریف لوگ بل ادا کرتے ہیں ان کے ککشن کا ثنا یہ حکومت کی ذمہ داری میں آتا ہے کہ اس کو دیکھیں اور لوگوں کو یہ سہولت ensure کرائیں تاکہ روز روز کی لوگوں کی یہ پریشانیاں ختم ہو جائے جناب اپیکر! گز شنہ دو سال سے حزب اختلاف کو جس غیر آئینی غیر اخلاقی اور غیر قانونی طریقے سے کچلا جا رہا ہے اس کی مثال پاکستان میں نہیں پوری دنیا میں نہیں ملتی کہا جاتا ہے کہ جمہوریت کی پڑی میں حزب اختلاف اور حزب اقتدار اس کے دوپیے ہیں لیکن فی الحقیقت جو غیر یقینی صورتحال ہے کہ حکومت زرخ مودر سائیکل کی طرح ایک پہیہ کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور حزب اختلاف کے پہیہ کو نکال کر بہت دور پھینکا گیا ہے۔ دو سال سے یہ صورتحال ہے۔ بدعتی سے اول تو جمہوریت پاکستان میں نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو اس کی یہ کیفیت ہے جس طرح Bench and Bar یہاں ہے، کہاوت ہے کہ یہ عدیہ کے دوپیے ہیں۔ اسی طرح جمہوریت کے بارے میں بھی یہی کہا جاتا ہے لیکن یہاں جو حال ہے وہ آپ سب کے سامنے ہے۔

جناب ڈپٹی اپیکر: ملک صاحب! تھوڑی مختصر کر دیں اپنی speech کیونکہ اور ارکین بھی بات کر سکیں بجٹ کے سیشن میں۔ آپ کا آدھا گھنٹہ پورا ہو گیا ہے۔

قامہ حزب اختلاف: جی جناب مجھے تھوڑا سا عرض کرنے دیں کیونکہ میں repeat ایک لفظ بھی نہیں کرتا ہوں یہ آپ نے نوٹ کیا ہو گا کبھی بھی۔ تو جو گزارش ہے اس کو کرنے دیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے جناب اپیکر! کہ پوری حکومت PSDP-P&D اب سمت کر سی ایم ہاؤس تک پہنچی ہے حالانکہ دیکھا جائے تو ایک بہت بڑا سیکرٹریٹ ہے planning and development establishment کا لیکن اس وقت جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ P&D میں جائیں تو بے بی، سی ایم ہاؤس میں جائیں تو خاموشی اور سی ایم اینکسی (Anexy) سے ڈولپمنٹ اور تمام orders issue ہوتے ہیں۔ یہاں وقت جمہوریت کی کیفیت ہے۔ اور یہ جمہوری حکومت کا جو یعنی آنکھوں دیکھا حال ہے۔ اس سے کوئی انکار بھی نہیں کر سکتا۔ جناب اپیکر! اگر اصولوں کے تحت حزب اختلاف جمہوریت کا انکھا رہے تو پھر اس انکھا کو اکھاڑ کر چھیننے کا اختیار کس نے کس کو دیا ہے جبرا اور ظلم کے ذریعے یہ بات ہو سکتی ہے لیکن اختیار کے حوالے سے ایسا قطعاً نہیں ہے اس انکھا رکو ملیا میٹ کرنے کا کوئی حق کسی کو بھی نہیں ہے جناب اپیکر! 2018ء کے انتخابات ہم سب کے سامنے ہیں، تمام

حلقوں میں امیدواران میدان میں اُترے، کسی حلقے میں 30 کسی میں 40 اس سے بھی زیادہ۔ لیکن 25 جولائی کو جب انتخابات ہوئے تو 51 حلقوں میں، آج جو اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے حضرات ہیں special seats کے علاوہ جو 51 حلقے ہیں ان میں 30 میں سے بھی ایک، 50 میں سے بھی ایک، 40 میں سے بھی ایک return candidate جس کا constitutional notification الیکشن کمیشن نے کیا اور اس ایک candidate کو اس حلقے کی نمائندگی کا آئینی حقدار پایا گیا۔ لیکن بدقتی سے یہ مثال بھی پورے پاکستان میں کہیں نہیں ملے گی آپ کو سوائے بلوچستان کے کہ اس صوبے میں حکومتی پارٹی کے ہارے ہوئے لوگوں کو وہ مراعات دیئے گئے جیسے جیت انہوں نے کی ہے۔ یہ غیر آئینی ہے، غیر قانونی ہے، جرہے مذاق اُڑانے والی بات ہے ایسے فنڈوں سے نوازا جا گھوریت کا قتل ہے۔ اور جا گھوریت کے ساتھ ساتھ یہ انسانی اقدار کا قتل ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے اقدار مستقبل پر انتہائی برے اثر ڈالیں گے۔ ورنہ یہ بھی یقین دلاتا ہوں جناب اسپیکر! چاہے اربوں روپے یہ ان ہارے ہوئے لوگوں پر خرچ کریں، ووٹ ان کو نہیں میں گے اس کی دلیل ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بلوچستان کے ایک کروڑ 23 لاکھ عوام کے سامنے یہ ساری کارستانياں ہیں یہ سارا جبر موجود ہے کہ حلقے کا آئینی نمائندہ یہ ہے اور حلقے میں ہارا ہوا شخص کو بھی نوازا جا رہا ہے زور سے اور جبر سے۔ جناب اسپیکر! یہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جتنے اربوں روپے ان پر خرچ کیے جائیں یہ جیتیں گے نہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! محترم دیں آپ کا تام پورا ہو گیا میربانی۔

قادمہ حزب اختلاف: جی. جی، میں مختصر کرتا ہوں جی۔ جناب اسپیکر! کیا کبھی آپ نے یہ دیکھا ہے کہ ایک ہارا ہوا شخص حکومتی پارٹی کا از خود جا کر اپوزیشن کے حلقوں میں کاموں کا افتتاح کرے۔ اس سے تو باعث شرم بات پوری دنیا میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ کہ کیا اس دنیا کو کچھ نظر نہیں آ رہا۔ ایسا ظلم اور جبر دنیا میں کہیں نہیں دیکھا گیا ہے۔ جس طرح اس so-called جا گھوریت میں ہو رہا ہے۔ یہ عمل اپوزیشن کے حلقوں کے ساتھ یہ جبراً آئین کے آرٹیکل 9 میں particularly Nine کا نام لونگا۔ کیونکہ آرٹیکل 9۔ آپ کہیں گے کہ آرٹیکل 9 کا تعلق تو Life and liberty سے ہے۔ اُسکا یہاں کیا تعلق ہے۔ میں عرض کروں گا کہ آرٹیکل 9 یہ ایک Liberty and Life fundamental right کی: جس میں ہے۔

Security of person:

No person shall be deprived of life or liberty same in accordance with law.

یہ آئین کا ڈیمانڈ ہے۔ لیکن جناب اسپیکر! یہاں اپوزیشن کے تنسیں اراکین کی زندگیوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ سپریم کورٹ نے اس آرٹیکل کی تشریح میں ایک بہت اچھی بات کہی ہے کہ آرٹیکل 9 صرف زندگی پچانا یا زندگی لے جانے کا نام نہیں ہے۔ بلکہ کسی شخص کی عزت اُسکی dignity۔ اُسکا آئینی اور قانونی مقام چھیننا بھی اُس کی زندگی چھیننے کے مترادف ہے۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے fundamental rights میں یہ حکومت اپوزیشن کے اراکین کی زندگیوں سے کھیل رہی ہے۔ اُنکی زندگیاں چھیننے کے پیچھے پڑی ہوئی ہے۔ اُنکی عزت اور ناموس کو داؤ پر لگا رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: Order in the House

قائد حزب اختلاف: جو دنیا کا بدترین جرم ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا۔۔۔ (داخلت۔ آوازیں)

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھیر ان صاحب! آپ اپنی چیز پر پہنچیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب اسپیکر! حزب اختلاف کے ساتھ ہمیشہ امتیازی اور دعوکہ دہی کا سلوک کیا جا رہا ہے۔ کرونا سے متعلق آپ سب جانتے ہیں کہ فروری میں یہاں تحریک التوا پیش ہوئی اُس پر بحث ہوئی۔ حزب اختلاف کے تمام اراکین نے بیک آواز کہا کہ یہ سیاست کا نام نہیں ہے۔ ہم ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ پھری ایم ہاؤس میں کرونا سے متعلق میٹنگ رکھی۔ ہمیں تین بجے اطلاع دی۔ تین بجے جب ہم ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کیا تو ہم جہاں کہیں تھے وہاں سے دوڑتے ہوئے سی ایم ہاؤس آئے کہ کرونا وبا کے خلاف حکومت قدم اٹھانا چاہتی ہے ہمیں ساتھ دینا چاہیے۔ یہ وقت سیاست کا نہیں ہے۔ وہاں ہم نے مشورے دیئے۔ لیکن اُس کے بعد پھر کوئی اعتماد حزب اختلاف کو نہیں دلایا گیا۔ جناب اسپیکر! جب اپریل میں حزب اختلاف کے ساتھیوں نے احتجاج اور پرلیس کانفرنس شروع کیئے۔ تو تین اپریل کو محترم جناب چیف منسٹر صاحب صوبائی اسمبلی میں حزب اختلاف کے اراکین سے ملنے تشریف لائے۔ یہ evident ہے کہ یہاں آ کر جب حزب اختلاف کے دوستوں نے اپنے تحفظات اُنکے سامنے رکھے۔ تو انہوں نے مشترکہ پرلیس کانفرنس میں تین کمیٹیوں کا اعلان کیا۔ ایک Apex کمیٹی۔ ایک Core کمیٹی اور ایک ڈسٹرکٹ یا ڈویژنل لیول پر کمیٹی۔ اور یہ یقین دلایا کہ ان تمام کمیٹیوں میں اپوزیشن اور ٹریسری پیغز کے لوگ ہوں گے۔ لیکن آج 23 جون ہے۔ نہ Apex کمیٹی ہے نہ Core کمیٹی ہے نہ ڈسٹرکٹ لیول پر یا ڈویژنل لیول پر کمیٹی ہے۔ جس میں اپوزیشن کے اراکین ہوں۔ ایسی صورتحال میں آپ خود جناب اسپیکر! اندازہ لگاسکتے ہیں کہ صورتحال کیا ہوئی چاہیے۔ جناب اسپیکر! اس وقت کی پی ایس ڈی پی کو

آپ دیکھ لیں۔ اس کی کیفیت ساتھی آپ کے سامنے رکھیں گے۔ کیونکہ آپ بار بار فرماتے ہیں کہ جی مختصر کرو۔ میں ایک عرض کرتا ہوں کہ میں نے سی ایم صاحب کو ایک درخواست دی اسپورٹس کمپلیکس نوال کلی کیلئے۔ کیونکہ ہر علاقے میں اسپورٹس کمپلیکس کے انبار لگے ہوئے ہیں۔ سی ایم صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے اسپورٹس کمپلیکس کی منظوری دی۔ سیکرٹری اسپورٹس کو بھجوایا۔ مনشہ اسپورٹس صاحب نے مہربانی فرماء کہ اس سری کو approved کر کے دوبارہ بھجوایا۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ جو اسپورٹس کمپلیکس نوال کلی کیلئے سی ایم صاحب نے اپنے دست مبارک سے منظور کیا۔ وہ علمدار روڈ میں بنائیں کبھی یہ نہیں کہون گا خدا غنostaتہ وہاں وہ اسپورٹس کمپلیکس نہ بننے۔ میں کہون گا کہ بن جائے۔ وہ بنیں لیکن جو میرے حلقے میں انکا وعدہ تھا اس کی یہ صورتحال رہی ہے۔ اسی طرح جناب اسپیکر! ہم نے پر اس کیا 29 جنوری 2020ء سے چیف سیکرٹری صاحب کی خدمت میں ہم نے درخواست پیش کی تاکہ next PSDP کا وہ حصہ بنایا جائے۔ میرے حلقے میں گنجان آبادی ہے۔ تعلیم کا بہت زیادہ شوق ہے۔ میں نے کچھ جگہوں کیلئے کا جز کا مطالبہ کیا۔ بوائز کالج نوال کلی۔ گرلز کالج نوال کلی۔ ساتھ میں گرلز کالج کلی گل محمد۔ بوائز کالج شیخ ماندہ۔ بوائز کالج خروٹ آباد۔ گرلز کالج خیڑی۔ اور میں نے گزارش کی کہ اس کو PSDP کا حصہ بنایا جائے۔ کیونکہ بلوچستان میں آپ سب کا تجربہ ہے کہ خاص طور پر بچیاں جہاں نزدیک امکون تعلیم کی facility ہے۔ اس حد تک اگر میٹرک تک ہائی اسکول ہے تو وہ میٹرک کرتی ہے۔ اگر کالج نزدیک ہے تو پھر وہ ایف ایس سی کرتی ہے۔ لیکن اگر تھوڑا سا فاصلہ پر ہو جاتا ہے۔ اس علاقے سے نکل کر جانا وہ اُن کیلئے مشکل ہوتا ہے والدین بھی غریب ہوتے ہیں۔ اور انکو pick and drop کا بھی مسئلہ ہوتا ہے۔ لیکن ان تمام تعلیمی اُس میں سے کسی ایک کو بھی PSDP کا حصہ نہیں بنایا۔ جناب اسپیکر! کوئی مسئلہ کا ایک میگا پرو جیکٹ (واتر سپلائی) کامیگا پرو جیکٹ جس پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ اس سال بھی اُس کیلئے ایک ہزار ملین روپے رکھے گئے ہیں۔ ناصر صاحب اُس پرو جیکٹ کے ڈائریکٹر تھے۔ میں نے چیف سیکرٹری صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ اس پرو جیکٹ سے نوال کلی، کلی کوتوال، کلی عمر اور شیخ ماندہ کو با آسانی پانی کی فراہمی ہو سکتی ہے۔ بہ شرط کہ دو reservoirs ہوں پیسے بھی ہیں ایک بائی پاس پر ایک تھرمل پاور اسٹشن کے ساتھ، یہ دو reservoirs تعمیر کیئے جائیں اور پاپے already بچھے ہوئے ہیں۔ اُنکے ساتھ connect کیئے جائیں۔ نہ تو اُس میں سے ہوا اور نہ ہی اس PSDP میں اُس میں سے کوئی چیز رکھی گئی ہے۔ حالانکہ میری قرارداد کو اس ہاؤس نے unanimously منظور بھی کیا۔ ایسی صورتحال میں کس قسم کی کیفیت ہمارے ساتھ ہے۔ صحت میں جناب! میں پورے آٹھ نوماہ سے کوشش رہی ہوں کہ شیخ ماندہ

کیلئے سمنگلی کے لیئے۔ اور کل گل محمد میں BHU۔ خیزی میں Thirty bedded Hospital BHU کیلئے ایک چیز بھی اس PSDP کا حصہ نہیں بنی ہے۔ جناب! ایک اور چیز میں بڑے افسوس کے ساتھ کہونگا کہ میں نے چھ، آٹھ ماہ قبل اپنے حلقت کی مساجد میں مفقود سہولیات کی فراہم کیلئے سیکرٹری مذہبی امور کے توسط سے معاملات چلائے۔ لیکن کوئی وضاحت نہیں نکلی۔ اسی طرح مدارس کیلئے۔ دیگر اداروں پر اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں اگر مدارس کیلئے ہماری درخواست جاتی ہے تو اُس کو کیوں نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے؟ اس کے علاوہ جناب اسپیکر! یہ حقیقت ہے کہ یہ بجٹ۔ جس طرح بجٹ کے حصول ہے اُس طریقے سے یہ بجٹ نہیں بنتا ہے۔ اس بجٹ کی کارروائی انہیں اور میں جوں کی درمیانی رات سے بس جوں کے چار بجے تک یہ کارروائی رہی ہے۔ اب ایسی صورت میں پلانگ کمیشن کی ہدایات concept papers یہ ساری چیزیں کہاں ہیں؟ اس لیئے یہ جو بجٹ ہے یہ نہ تو لوگوں کے will کے مطابق ہے نہ آئین اور قانون کے مطابق بنتا ہے اور نہ ہی اس میں اس سے پہلے جہاں ضرورت ہے اُس کو مدنظر کھکھا بنا یا گیا ہے۔ اس لیئے میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک selected, dictated mark ہے۔ اور نہ selected کی وجہ سے یہ اسکی کسی بھی نمائندگی کے ذریعے اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے۔ جو کسی صورت میں بھی عوام دوست نہیں ہے۔ اور ہم اسکا کسی بھی صورت میں حصہ نہیں بنیں گے۔

Thank you very much.

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ جی شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ: میں آپکا انتہائی مشکور ہوں کہ جناب نے مجھے کچھ عرض کرنے کا موقع عنایت کیا۔ جناب والا! میرے حلقت میں ٹیچروں کے حوالے سے ہڑتاں تھیں۔ وہاں آپکو بخوبی علم ہے کہ ڈسٹرکٹ کیچ میں گرمی بہت شدت کی ہوتی ہے پورے پاکستان میں سب سے زیادہ۔ پچھلے دنوں میں نے جام صاحب کی خدمت میں request کی تو میں جام صاحب کا انتہائی مشکور ہوں کہ انہوں نے اُس پر ایکشن لیا۔ اور انہوں نے اپنی ہڑتاں ختم کر دی۔ اُس پر کام ہو رہا ہے انشاء اللہ۔ دوبارا یہ اُن ٹیچروں کے مسائل کے دوبارہ سے earning ہو گی۔ چونکہ سیکرٹری کے لیوں پر اُنکے خلاف کارروائی کی گئی تھی۔ next forum جو چیف سیکرٹری کے لیوں پر ہے۔ پھر چیف منسٹر کی حد تک ہے۔ تو دوبارہ اُنکی earning ہو رہی ہے۔ میں اپنی طرف سے اور اپنے حلقت کے وہ ٹیچروں سے بچارے اس جدوجہد میں تھے۔ سب کی طرف سے جام صاحب کا تہذیل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ کے جو صحیح معنوں میں ڈیوٹی پر تھے، وہ بحال ہو جائیں گے۔ شکریہ جام صاحب۔ شکریہ جناب اسپیکر آپکی مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ جوارا کین بھی بات کرنا چاہتے ہیں بجٹ سے متعلق، وہ اپنے نام بھجوادیں۔ اور اصغر خان اچکزئی صاحب آپ بات کریں۔ اور کوشش کریں دس منٹ سے زیادہ نہ ہوں۔ تاکہ سارے جتنے بھی بات کرنا چاہتے ہیں بجٹ سیشن میں۔ وہ بات کر سکتے ہیں۔

جناب اصغر خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر۔ بلکہ کوشش کروں گا کہ دس منٹ سے بھی کم وقت میں اپنی تقریر کراؤں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔

جناب اصغر خان اچکزئی: جناب اسپیکر! بجٹ پر بات کرنے سے پہلے میں صحافی بھائیوں کو اپنا احتجاج ختم کرنے پر واپس ایوان میں آنے پر انکا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور یقیناً جس واقعہ پر ہمارے بھائیوں نے احتجاج کیا تھا وہ ایک دلخراش واقعہ تھا۔ جام صاحب بھی تشریف فرمائیں۔ جس طرح وزیر اعظم صاحب یہاں فلور پر۔ اور باہر صحافیوں کو اس بات کی تسلی بلکہ گارنٹی دی کہ انشاء اللہ جو بھی ذمہ دار ٹھہرائیں گے اس واقعہ میں، جنہوں نے ماورائے آئین ماورائے عدالت اور ماورائے قانون سید علی اچکزئی اور عبدالمتین اچکزئی کو رات اٹھا کر۔ پھر پہنچیں ایسی کوئی جلدی تھی ڈسٹرکٹ ایمنیسٹریشن کیلئے۔ یادداخواستہ ائک اٹھانے کے بعد اس شہر میں ایسی کوئی تکلیف اور پریشانی برپا ہوئی تھی کہ راتوں رات اس کو مجھ جیل تک پہنچایا گیا۔ پھر راستے میں ان پرانہائی خطرناک قسم کا تشدد کیا گیا تھا۔ بالفرض اگر یہ قصور وار بھی تھے تو پھر اتنی جلدی پھر کیا ہوئی کہ راتوں رات اس کو چھوڑنے کی بات ہوئی اور انکو رہائی دلائی گئی۔ تو یقیناً جس طرح تسلی دلائی گئی۔ اُسی طریقے سے متعلقہ ان ہمکاروں کے خلاف اُس میں جو بھی ملوث ہو جس بھی کردار کامالک ہو، اُن کے خلاف کارروائی ہوئی چاہیے۔ اور یقیناً آج کے اس واقعہ سے نہ صرف پاکستان کے لیوں پر بلکہ دنیا کے لیوں پر آزادی صحافت کے حوالے سے ہم سب کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ دنیا جہاں سے tweet ہوئی ہے، دنیا جہاں کے لوگ اس کی نہ مرت کر رہے ہیں تو یقیناً اُن کرداروں کو اُس طریقے سے بے ناقاب کیا جائے کہ کل کوئی اس قسم کے واقعہ کا تصور بھی نہ کر سکے۔ اور ساتھ ہی میں تمام صحافی بھائیوں کو خوش آمدید کہا۔ اپنے چہن کے اُن تمام صحافیوں کو بالخصوص آج کے اس احتجاج میں شرکت کیلئے جو چون سے تشریف لائے تھے، by name سید علی اچکزئی، عبدالمتین اچکزئی، دلبر خان، اصغر اچکزئی، عبدالخالق اچکزئی، حبیب اللہ اچکزئی، نور زمان خان اچکزئی، اختر گلام، نعمت اللہ سرحدی، عبدالمالک اچکزئی، ہدایت اللہ اچکزئی، صلاح الدین خان اچکزئی۔ باسط خان اچکزئی اور ہمدرد صاحب اُن سب کو آج کے اس احتجاج میں شرکت کرنے پر اور ایوان آنے پر

خوش آمدید کہتا ہوں اور انشاء اللہ ان کو تسلی دلاتا ہوں کہ اس فلور پر جو بھی بے انصافی چن میں ہوئی تھی اُس کے خلاف آواز بھی اٹھائیں گے اور عملًا اور اُن کرداروں کو بے ناقب کرنے کیلئے ہر حد تک جائیں گے، دوسرا بات یہاں میں جناب اسپیکر! پورے اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں یقیناً اپوزیشن کے بھائیوں کو اور اپوزیشن کے ساتھیوں کے تحفظات ہیں اور تحفظات اُن کا حق ہے، ہر جمہوری معاشرے میں ہر جمہوری ملک میں یہ اپوزیشن کے ساتھیوں کا حق ہوتا ہے، کہ جہاں بھی وہ کوتا ہی دیکھتے ہیں اُس پر آواز اٹھاتے ہیں بلکہ میں حسن جمہوریت کہوں گا۔ جہاں آپ اپوزیشن نہ ہو تو میرے خیال میں آپ کی کوتائیوں کی نشاندہی ممکن نہیں ہے۔ یقیناً ہمارے اپوزیشن کے ساتھی بجٹ پر اپنے تحفظات کے حوالے سے ایک نہیں دو مرتبہ دھرنے پر بیٹھے انہوں نے ہماری عزت کی، بحیثیت ٹریزیری پیپر کے، ہم ساتھیوں کے پاس گئے، دو مرتبہ ہمارے کہنے پر ہماری request پر انہوں نے اپنے دھرنے ختم کئے، پھر last time ہم ایک حد تک ایک ایڈیجٹمنٹ پر پہنچ گئے کہ انشاء اللہ پورا بلوچستان یکساں اس بجٹ سے مستفید ہو گا اور یقیناً اُس commitment کے تحت اگر کہیں پر کوئی کمی کوئی کوتا ہی ہے تو جام صاحب تشریف فرمائیں انشاء اللہ اُس وعدے کے مطابق ہم پوری کوشش کریں گے اگر کہیں پر کوئی چیز miss place ہوئی ہے اُس کو رکھنے کیلئے ہم پوری کوشش کریں گے اور اس کے ساتھ ہم commitment میں ہیں۔ تیسرا واقعہ جناب اسپیکر! میں جام صاحب اور زیر اخلاقہ صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے 17 دن سے چن میں ایک بھوم دھرنے پر بیٹھا ہے جناب اسپیکر! اپنے روزگار کیلئے دو مارچ کے بعد کرونا کی وجہ سے throughout world پاکستان میں اور خصوصاً بلوچستان میں، اس کے نتیجے میں آپ کے جتنے بھی بارڈر لائن پر آباد ڈسٹرکٹس ہیں، خاص کر چن کامیں نام لوں کا اور پنچگوڑ ہو۔ جتنے بھی ہمارے ڈسٹرکٹس ہیں جس کے تمام تر معاشی دار و مدار بارڈر کے ساتھ کار و بار سے منسلک ہے۔ تو دو مارچ کے بعد پورے ملک میں کرونا کی وجہ سے جس طریقے سے لاک ڈاؤن ہوا۔ پھر اُس میں کمی میشی آتی رہی ایک حد تک ہم نے ٹرانسپورٹ کو کھول دیا۔ ہم نے بہت ساری چیزوں سے پابندیاں اٹھائیں۔ لیکن ہماری بارڈر لائن پر آباد قبل آج تک دو وقت کی روٹی کیلئے ترس رہے ہیں، اُن کا وہ کار و بار جو بارڈر کے ذریعے سے کرتے تھے وہ آج تک جناب اسپیکر! متاثر ہے چن میں جناب اسپیکر! ایکر پیچھے کے لئے کوئی روزگار ہے اور نہ انڈسٹریز ہیں۔ جب تک آپ ان کو متبادل کوئی کار و بار مہیا نہیں کریں گے تو جناب اسپیکر! پھر میں آپ سے پوچھوں گا پھر لوگ کیا کریں گے۔ لوگوں کی ذرائع آمدن پھر کیا ہوگی۔ اور جب تین چار مہینے وہ ڈیلی و تھیز جس کا گزارا ایک ہزار یا بارہ سو daily کی بیانیاد پر بارڈر کراس کر کے واپس اپنے گھر پر آنا اس پر ہوتا تھا، آج کی صورتحال میں اُس کے پاس جو بھی جمع پوچھی تھی وہ ختم

ہو چکی ہے اور جب وہ ختم ہو جائے اور وہ صبح و شام گھومیں پھریں اور اُس کو کچھ بھی نہ ملے اور شام کو جا کے اُس کے بچے چینیں گے اور اُس کے گھر کے بڑے بزرگ چینیں گے کہ ہمارے پاس چوہا جلانے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے تو آپ جناب اپیکر! بتا دیں کہ پھر اس کے اثرات اس ملک پر اور اس خطے پر کیا پڑیں گے، آج ہم دیکھ رہے ہیں اس سلسلے میں ہم نے کافی حد تک بات کی، لیکن وفاق کے سامنے پورا صوبہ مغلوج ہے۔ وفاق سے ہمارا مطالبہ ہے جام صاحب سے ہماری request ہے کہ اس سلسلے میں وہ کردار ادا کریں کہ کل خدا نخواستہ اس سے جو ہم لاوا دیکھ رہے ہیں 16 دن سے، آج انہوں نے پورا بارڈر بھی بند کر دیا ہے وہاں ہزاروں کی تعداد میں لوگ دھرنزادے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جناب اپیکر! اس کا نوٹس لینا چاہیے اور ایسی صورتحال میں سال نہیں ڈیڑھ نہیں بلکہ تقسیم ہند سے اس کاروبار پر میری گزربسر ہو۔ اور میں اپنی آنکھوں کے نیچے دیکھ رہا ہوں کہ میں پانچ منٹ میں اپنا روزگار پیدا کر سکتا ہوں اگر ایک اجازت گورنمنٹ کی طرف سے مل جائے اور وہ مجھے نہ ملی ہو۔ تو آپ مجھے بتا دیں جناب اپیکر! تو اس کے متعلق پھر لوگوں کی کیا سوچ بنے گی اور ہم اکثر ویشتر یہ کہتے ہیں کہ خدا نخواستہ اس میں دنیا involve یہ ہو گا وہ ہوگا۔ جب صورتحال خراب ہو جاتی ہے جب حالات خاص کر آپ کے ذرائع آمدن کے حوالے سے ہاتھ سے نکل جاتے تو پھر لوگ کچھ بھی کر سکتے ہیں آج ہم دیکھ رہے ہیں یہ وہ حالات ہیں یہ وہ پالیسیاں ہیں جو پچھلے پچاس یا ستر سال سے ہمیں دیکھنے کو مل رہی ہیں آج اُسکی جگہ کیا ملی، آج وزیرستان کا حشر، ہم دیکھ رہے ہیں، آج آپ کا پورا پیشون بیلٹ اس سلسلے سے گزرن رہا ہے، اسی طرح بلوچستان ہم سب کے سامنے ہے، آپ کا پورا بلوچ بیلٹ اور اسی طرح پیشون بیلٹ اور اب یہاں تک بات چلی گئی کہ سندھ بھی اس صورتحال کی وجہ سے disturb ہو رہا ہے۔ تو خدا نخواستہ کل ہم اس بات پر آکے جس طرح ہم بہت سارے آفر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(خاموشی - اذان عصر)

تو جناب اپیکر! آپ کے توسط سے اس ایوان کے توسط سے میں مطالبہ کرتا ہوں بلکہ ہم سب کا مطالبہ ہونا چاہیے کہ کل خدا نخواستہ یہ حالات ہمارے یا ہم سب کے ہاتھوں سے نکل گئے، تب جا کے پھر اس پر کوئی بات کریں گے۔ تو بہتر یہ ہے کہ آج ہم اس کا نوٹس لیں۔ وفاق سے اس پر دو لوگ بات ہونی چاہیے یا تو ہمیں تبادل کا رو بار ذرائع آمدن کا provide کیا جائے اور اگر ممکن نہیں ہے تو کم از کم ہمارا صد یوں سے چلتا ہوا اس کاروبار کو بحال کر دیں۔ اس طرح ڈیورڈ لائن کے اُس پار اور اس پار یہاں تک کہ مسجد کا محرب اُس طرف ہے اور مسجد اس طرف ہے، اس طرح کی ہماری تقسیم ہے اس پوری بارڈر لائن پر۔ تو کم از کم خدا نخواستہ نفرتیں

جب بڑیں گی حالات جب ہاتھ سے نکلیں گے پھر کوئی فائدہ نہیں پھر لوگوں کو کوئی بھی آفر کر لیں۔ اور اسلسلے میں گالیاں ہمیں پڑ رہی ہیں، منتخب حکومت کو پڑ رہی ہیں، حالانکہ ہم سب کو پتہ ہے کہ ایسی صورتحال میں جب صوبائی حکومت کا کوئی کردار ممکن نہیں ہے تو بحیثیت ایم پی اے یا اس علاقے کے منتخب نمائندے کی ہماری پھر کوئی ایسی ہو گی کہ لوگ ہم سے گلہ کر لیں۔ تو جناب اپیکر! آپ سے request ہے کہ اس پر ضرور کوئی نہ کوئی ایکشن اٹھانا چاہیے۔ تیسری بات بجٹ کی جانب اپیکر! ہمیں سب سے پہلے وفاقی حکومت کے رویے کی سخت الفاظ میں مذمت کرتا ہوں کہ انہوں نے نہ صرف ہمیں اپنے حق سے محروم کیا بلکہ بجٹ پر کٹ لگا کے 30 سے 35 ارب روپے ہمارے کاٹ لیے۔ جب یہاں مسئلے مسائل ہوتے ہیں تو وفاق کہتا ہے کہ نہیں بلوچستان واقعی پہمانہ ہے، بلوچستان میں بے روزگاری ہے، بلوچستان آدھا پاکستان ہے اور اگر حقیقی لحاظ سے دیکھا جائے۔ اگر اس وقت اس خطے میں بحیثیت ملک اگر ہماری اہمیت ہے تو وہ بلوچستان کی وجہ سے ہے۔ بلوچستان کے وسائل کی وجہ سے ہے۔ تو انہوں نے کٹ لگا کے بلوچستان کے بجٹ کو پیش کرنے کیلئے بھی ہمیں مشکلات سے دوچار کر دیا۔ تو یقیناً میں وفاق کے اس ظالمانہ اور اس متعصبانہ رویے کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں اور ساتھ ہی جام صاحب کا اور ان کی ٹیم کا یقیناً ہر موقع پر انہوں نے احتجاج کیا، واک کر گئے انکی میٹنگ سے۔ تو آج بھی میرا یہی مطالبہ ہے کہ بجٹ وفاقی لیوں پر پاس ہونے سے پہلے جو بلوچستان کا حصہ تھا اس کو ہر صورت میں اس لیوں پر لیجائے جو بلوچستان کا حق ہے۔ تیسری بات جناب اپیکر! کرونا کی وجہ سے بجٹ پیش کرنے میں بہت ساری مشکلات ہیں، بہت ساری تکلیفیں ہیں اس میں دوسری رائے ہے نہیں، یہیں کہ صرف ہم متاثر ہوئے ہیں پوری دنیا متاثر ہوئی ہے، دنیا کا نظام تتر بتر ہوا۔ ہمارا سارے کاسار ارخ کرونا پر چلا گیا۔ لوگوں کی صحت اور علاج معالجہ پر چلا گیا۔ تو یقیناً بہت بڑے مشکل حالات میں، بڑے تکلیف دہ حالات میں ایک مناسب بجٹ ہم کہہ سکتے ہیں کہ میں ظہور جان کو، پی اینڈ ڈی کو، فناں کو اور خصوصاً قائد ایوان صاحب کو ان تمام کاوشوں پر جو اس بجٹ کو پیش کرنے میں ان تمام کرداروں پر جو انہوں نے ادا کئے، خارج تحریکیں پیش کرتا ہوں اور یقیناً ایک بات میں بھی کہوں گا کہ جس طرح ملک صاحب نے ملازمین کی بات کی، یقیناً ایک حد تک ہمیں ملازمین کو ایڈ جست کرنا چاہیے، ہمیں ان کے چولہوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے تھا۔ ابھی بھی بجٹ کی منظوری تک اگر گنجائش ہے اور گنجائش ہے ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ ہم throughout province اپنے ملازمین کے بجٹ میں ان کی تحریکوں میں اضافہ کیلئے کوئی نہ کوئی منصوبہ بندی ضرور کریں۔ دو یا تین باتیں۔ ہمیں ایک بات کہوں گا ملک سکندر صاحب کی اُس بات کی روشنی میں جمہوریت، یقیناً یہ ملک نہ پوری جمہوریت پر اُتر آیا ہے اور نہ بس نہیں

سٹم ہے، ہم چل رہے ہیں اگر آج ملک صاحب اس کو جمہوریت نہیں کہتے تو کیا باور دی جز ل مشرف کے دور میں وہ جمہوریت تھی۔ جو ہمارے اتنے ساتھی ان کے ساتھ اتحاد میں تھے، سب کچھ میں تھے تو کیا وہ جمہوریت تھی۔ آج کم از کم ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ایک ایسے ایوان میں بیٹھے ہیں کہ نہ ہمارے side پر نہ کہیں ادھرنے کہیں ادھر باور دی کوئی بندہ بیٹھا ہے جو ہمیں dictate کر رہا ہے۔ پوچھی بات، جناب اپیکر! میں پھر بھی کہتا ہوں کہ ہر لحاظ سے ایک تو ہماری اپوزیشن کے ساتھ بات ہوئی ہے ان کے حلقوں کو ترقی دینے پر جو ایک حد پر ہم پہنچے ہیں اُس کا خیال ضرور ہونا چاہیے۔ لیکن یہ روایت ہم نے نہیں ڈالی جناب اپیکر! یقین کریں کہ ہم جب مذکرات میں ہوتے تھے تو ہمارے لیے یہ چیزیں مشکل تھیں۔ ابھی زمرک خان میرے خیال میں اٹھ کر چلے گئے، ملک سکندر خود اس بات کی گواہی دیں گے، سردار عبدالرحمن کھیتران خود اس بات کی گواہی دیں گے پھر جو حکومت تھی اُس نے جو روایت ڈالی یعنی یہاں تک کہ ایک ممبر کے لیے بجٹ میں ایک پیسہ بھی نہیں رکھتے تھے۔ مطلب میں کیا کہوں اس کو۔ آج ہمارے ہاں بھی دوست ساتھی بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ماضی میں کچھ نہیں ملتا تھا ہمارے حلقوں میں کسی قسم کی ڈولپمنٹ نہیں ہوتی تھی اور تھوڑی بہت اگر ہوتی بھی تو وہ اُس وقت کی حکومت کی اُن سے ہارے ہوئے لوگوں کے ذریعے سے ہوتی تھی تو یقیناً یہ روایت ابھی ختم کر دینی چاہیے۔ جتنی توقع ہم سے ہے ہمیں اپنے حلقوں کے عوام کی ہے اتنی ہی توقع اپوزیشن کے ممبران کے حلقوں کے عوام کی اُن سے ہے۔ یقیناً ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ بلوچستان اس سے ہٹ کہ ہم اس ایوان میں کس پارٹی سے ہیں کس پوزیشن پر ہیں، ہم روایات کے امین لوگ ہیں۔ ہم حقدار کے امین لوگ ہیں، ہم ایک ٹرانسیل سوسائٹی کے لوگ ہیں۔ ہم سب کو ایک دوسرے کے حلقے کا، اُس حلقے کے عوام کا اس طریقے سے خیال رکھنا چاہیے جس طرح ہم اپنے حلقوں کا خیال رکھتے ہیں۔ تو جناب اپیکر! میں بات زیادہ لمبی نہیں کرتا، دس منٹ کی آپ نے بات کی، یقیناً میں پھر حکومت کو، پی اینڈ ڈی کوفائلز کو، فناں منسٹر کو، انتہائی مشکل اور نامساعد حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنے پر خارج تحسین پیش کرتا ہوں۔ بڑی مہربانی جناب اپیکر۔

جناب ڈپٹی اپیکر: شکریہ اصغر خان اچھزی صاحب، ملک نصیر شاہ ہوائی صاحب۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب اپیکر صاحب! بجٹ پر بجٹ ہو رہی ہے، بلوچستان کا جو موجودہ بجٹ پیش کیا گیا اُس کا جنم چار کھرب پنیسٹھ ارب باوان کروڑ روپے ہے، مختلف مدتیں رکھنے گئے پیسے ہیں، امن و امان کے لیے چوالیں ارب روپے، کرونا سے نمٹنے کے لیے ساڑھے چار ارب روپے، تعلیم کے لیے سترہ فیصد، مواصلات کے لیے نو فیصد اور اسی طرح دیگر مدتیں میں ملا کے۔ جناب اپیکر!

اس بجٹ سے پہلے اور گزشتہ بجٹ پر جب بلوچستان کا بجٹ بننے جا رہا تھا، تو اپوزیشن کو اعتماد میں نہ لینے پر اپوزیشن نے گزشتہ بجٹ میں بھی احتجاج کیا تھا اور موجودہ بجٹ میں بھی احتجاج کیا۔ جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں احتجاج اپوزیشن کا حق ہے۔ اور جس طرح آج حکومت میں بیٹھے ہوئے ہمارے دوست وزراء اس اسمبلی کا حصہ ہیں، اسی طرح اپوزیشن بھی اپنے علاقوں سے کامیاب ہو کر اس ایوان اور اس اسمبلی کا حصہ ہیں۔ بد قسمتی یہ ہے کہ ہمارے دوست جس طرح ابھی اصغر خان نے فرمایا کہ گزشتہ دور حکومت میں ایک روایت ڈالی گئی تھی اپوزیشن کو نظر انداز کرنے کی، یہ تم سنتے چلے آرہے ہیں گزشتہ دو سالوں سے اور آج بھی اس اسمبلی میں یہی باتیں ہو رہی ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ گزشتہ دور میں اگر اس طرح کیا گیا واقعی می غلط عمل تھا لیکن کم از کم اتنا ضرور کہوں گا کہ گزشتہ دور حکومت میں بیٹھے ہوئے لوگوں کے اور موجودہ دور حکومت میں بیٹھے ہوئے دوستوں کے قول فعل میں بڑا تضاد ہے۔ جناب اسپیکر! اُس کی مثال میں اس طرح دون گا، ہمارے دوست فرماتے ہیں کہ گزشتہ حکومت میں حکومت بالکل انکاری تھی اپوزیشن کو فنڈ دینے کے لیے کہ اپوزیشن کو کچھ نہیں دیا جائے گا، لیکن اگر یہ موجودہ حکومت اپوزیشن کے احتجاجوں میں آ کر اپوزیشن کے ساتھ مذاکرات بھی کرتی ہے انہیں تسلی بھی دیتی ہے، ان سے اسکیمیں بھی لیتی ہے، ان کی تجویزیں بھی لیتی ہے، پھر اگر وہ اپنے اُن وعدوں کی وعدہ خلافی بھی کرتی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ حکومت اس حکومت سے سود رجہ بہتر ہے کم از کم انکاری تھی اُس کے اُس قول فعل میں کوئی تصادم نہیں تھا، میں چھوٹی سی مثال آپ کو دوں گا کہ جب موجودہ حکومت نے ہم سے اپنے حلقوں کے حوالے سے جناب اسپیکر صاحب! انہوں نے اسکیمیں مانگیں، وزیر اعلیٰ سکریٹریٹ سے ہمیں ٹیلیفون آیا تو پہلی دفعہ میں نے وزیر اعلیٰ سکریٹریٹ کے لیے یہ لیٹر بھیجا اور اس میں 90 کروڑ روپے کی اسکیمیں ہمیں پھر ٹیلیفون آگیا کہ آپ ان اسکیمیوں کو کم کریں اور اس کے بعد پھر اپوزیشن احتجاج پر چلی گئی اور اس احتجاج کے بعد پھر ہمارے دوستوں سے، وزیر اعلیٰ سے بھی ہمارے مذاکرات ہوتے رہے کئی نشتوں میں، دوسری نشست کے بعد انہوں نے دوبارہ ہم سے اسکیمیات مانگی گئیں۔ جناب اسپیکر صاحب! اُس کے بعد پھر میں نے اپنی طرف سے یہ اسکیمات یہ میرے ہاتھ میں ہیں، اصغر خان صاحب! اگر آپ اس طرف دیکھیں میرے خیال میں آپ دونوں مذاکرات کا حصہ تھے آخری طور پر۔ پھر میں نے یہ جمع کیا، لیکن جناب اسپیکر صاحب! کہ جو حکومتی اراکین نے ہمارے ساتھ وعدہ کیا تھا کم از کم ایک اقرار ہوتا ہے بلوچ پشتوں صوبے کا۔ اگر میں آج کہوں کہ یہ دولیٹر جو میں نے وزیر اعلیٰ سکریٹریٹ میں جمع کیے ہیں آج ان دونوں میں سے

میرے حلقة میں ایک اسکیم بھی نہیں ہے اگر کوئی اس کو prove کریں اور یہ receiving بھی میں نے ان دوستوں کے ہاتھوں میں دی ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ گزشتہ دور حکومت میں اگر وہ لوگ انکاری تھے کہ ہم اپوزیشن کو کچھ نہیں دیں گے، کم از کم اُنکی ایک زبان تھی وہ اپنی اُس زبان پر رہے۔ اُنکی حکومت تھی اور اگر آج یہ بھی ہمیں انکار کرتے کم از کم ہمارے ہاتھ میں بندوق نہیں تھی۔ ہم آج کی طرح اُس دن بھی احتجاج کرتے، ہم اُس دن روڈ پر احتجاج کرتے، آج اسمبلی میں احتجاج کرتے پھر اپنے عوام سے کہتے کہ ہمیں کچھ نہیں ملا، لیکن ہمارے ساتھ وعدہ کر کے، اُس کے بعد جب اس وعدے کی خلاف ورزی کی گئی تو کم از کم اس سے ہمیں دکھ ضرور پہنچا ہے۔ ہم اپنے اس اسمبلی کے فلور پر اپنے عوام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں کہ سریاب کے عوام یا اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے دوسرے علاقوں کے عوام ہم آپ کے نمائندے ضرور ہیں لیکن یہ موجودہ حکومت کرپشن، اقراب پوری، میرٹ کی پامالی، ان چیزوں کو لے کر آگے بڑھ رہی ہے۔ گزشتہ دور حکومت میں میرے حلقة میں جناب اسپیکر صاحب! جس طرح ہم کہتے رہے کہ ہمارے حلقوں میں مداخلت ہوتی رہی ہے۔ ہم عدالتوں میں بھی گئے، یہ تمام تصویریں ہیں میں نے اکٹھے کئے یہ غیر منتخب نمائندے ہیں یہ اس حکومت کے لاڈ لے یا چیلے آپ کہہ سکتے ہیں جو ہمارے ہوئے لوگ ہیں مختلف اسکیموں کے افتتاح کر رہے ہیں سریاب میں۔ ہم اس کے لیے عدالت بھی گئے اور دوبارہ بھی جائیں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! لیکن ایک بات ضرور کہیں گے کہ کم از کم اپنے حلقوں میں کسی کو مداخلت نہیں کرنے دیں گے۔ اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہمارے بہت سارے دوست میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ ان کو فنڈ نہیں ملنا چاہیے۔ آج اگر ان علاقوں میں جس طرح ملک سکندر نے کہا کہ اگر اُس علاقے میں چھ اسٹیڈیم ہیں تین اور اسٹیڈیم اُس علاقے کے اندر بن رہے ہیں۔ لیکن سریاب کی بارہ لاکھ آبادی کے لیے ایک اسٹیڈیم شاہوانی اسٹیڈیم وہاں ہے، بد قسمتی یہ ہے کہ اُس کے لیے صرف میں نے سرج لائٹ اُس کے گیٹ ٹولے ہوئے ہیں اور کچھ چھوٹی سی میرے خیال میں دو تین کروڑ روپے کی اسکیمیں تھیں میں نے اسکیمیں جمع کی تھیں وہ آج آپ کی اس PSDP میں نہیں ہے۔ جناب اسپیکر! وزیر اعلیٰ اگر اسلام آباد میں بیٹھ کر نہیں رہا ہے میرے خیال میں اُس کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ یہ ایسا موقع نہیں ہے اُس کو اپوزیشن کو سننا چاہیے اور اگر آج کوئی ایسی غلطی انہوں نے کر دیا ہے تو کم از کم اس پر علامت ضرور افسوس کرنا چاہیے یہ اچھے انسانوں کی خوبیاں ہوتی ہیں جو غلطی کرتے ہیں۔ آج اگر ہم کرونا اور اس جیسے مودی مرض میں مبتلا ہیں اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہی نا انصافیاں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! آج کوئی شخص جو جتنے بڑے محل میں بیٹھا ہو وہ کم از کم ایک ڈر کے مارے زندگی کا ایک لطف اٹھانے سے گریز کر رہا ہے۔ ہر شخص

دوسرے سے ملتے ہوئے کرتا تھا ہے جناب اسپیکر صاحب۔ آج آپ کے پارلیمنٹریں بھی محفوظ نہیں ہیں جناب اسپیکر صاحب! میں کہتا ہوں کہ جب ہمارے معاشرے میں پوری دنیا کے معاشرے میں ایک ہمارے اعمال اور اس قسم کی دوسری نا انصافیاں اگر ہوتی رہیں گی تو یہ کسی کو پتہ نہیں کہ کب غربیوں کی بد دعا آپ کو لوگ جائے۔ ہم اعلان کرتے ہیں آج اس اسمبلی کے اندر اپنے حلقے کے لوگوں کو لے کر ہم اس حکومت کے خلاف یومِ بد دعا منائیں گے۔ ہم ایک اسٹینڈیم میں کھڑے ہو کر بد دعا کریں گے کہ آج اگر راشن کے نام پر انہوں نے من پسند لوگوں کو نوازا، اپوزیشن کے دوستوں کو دور رکھ کر انہوں نے پانچ پانچ ہزار گھنٹے تقسیم کر دیں اور سریاب کی طرف دو ہزار لوگوں کو جناب اسپیکر! انہوں نے ایسے راشن دے دیا تھا۔ آپ سن کر حیران ہوں گے جناب اسپیکر صاحب! جن دنوں میں لاک ڈاؤن تھا لوگوں نے آٹے کی دکانیں توڑ دیں سریاب تھانے کے ساتھ، کچھ بیگ تھانے کے ساتھ آٹے اٹھا کر لے گئے۔ یہ اس حکومت کی نااہلی اور اس حکومت کی بدنامی کے علاوہ اور کیا کچھ ہو سکتا ہے کہ آج وزیر اعلیٰ صاحب منہ موڑ کر اس طرف ہمیں نہیں دیکھتے ہیں۔ جناب اسپیکر! کل کی بات میں کہتا ہوں کہ ایک شخص اور اس کے کزن کو موڑ سائکل جس کی قیمت پندرہ ہزار روپے ہے اُس کے لیے سریاب ایف سی چیک پوسٹ کے سامنے مار کر ان سے موڑ سائکل چھین لی گئی۔ کل سارا دن سریاب مغربی بائی پاس بند تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ نا انصافیاں ہیں یہ سن رہے ہیں ان کی بد دعائیں لگ جاتی ہے۔ یہ ضروری نہیں آپ کل کی حکومت کی مثالیں دیتے ہیں، کل کی حکومت تو وعدہ خلاف نہیں تھی، کل کی حکومت نے اگر کہا کہ میں اپوزیشن کو کچھ نہیں دینا چاہتی تو وہ اپوزیشن کو کچھ دے نہیں رہی تھی، اس حکومت کی طرح نہیں تھے کہ اپوزیشن کے ساتھ وعدہ بھی کرے اپوزیشن سے اسکیمیں بھی لے اور پھر انکی اسکیمیں نہ ڈالے اور اپنے من پسند لوگوں کو نواز نے کے لیے کرپشن اور اقراب پوری کا بازار گرم کرے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں عدالت عالیہ سے اپیل کرتا ہوں، ہم اُس عدالت میں کھڑے بھی رہے کہ یہ 23 علاقے جو اکیں اپوزیشن کے یہ بھی اس بلوچستان کا حصہ ہیں یہ کسی دوسرے ملک سے تعلق نہیں رکھتے۔ یہاں بھی غریب لوگ بنتے ہیں۔ ہمارے دوست عبدالحلاق میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے علاقے کو جتنی ترقی ملی ہے اللہ کرے کہ اور بھی اُس کو ترقی مل جائے۔ وہ اُٹھ کر اس اسمبلی میں کہتے ہیں کہ ہمارے علاقے میں اسکول نہیں چاہیے۔ بالکل نہیں چاہیے اُسکو۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک زمین پڑی ہوئی تھی میں مثال دیتا ہوں وہ محکمہ زراعت کی تھی آلو فارم کے نام سے تھی جو قبضہ ہو رہی تھی، میں نے بڑی کوشش کے بعد وہ زمین محکمہ ایجوکیشن کے نام کروادی اور میرا خیال تھا کہ اس علاقے میں غربت ہے یہاں غریب لوگ بنتے ہیں، یہاں ایک گرلنڈ کا لج اور ایک بوائز کا لج بنانا چاہتے ہیں۔

آج مجھے انہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس بحث کے اندرستہ فیصلہ آپ نے تعلیم کے لیے رکھا ہے لیکن ساڑھے بارہ لاکھ لوگوں کے لیے نہ وہ گرزاں کالج آپ کی PSDP میں نظر آرہا ہے میں نے کوشش کی اس کا concept paper بنادیا کہ وہ اس علاقے میں بن جائے اور نہ بوائز کالج کی ندوہاں کوئی تصویر نہ کوئی شکل نظر آرہی ہے لیکن اس کا credit لینے کے لیے وزیر اعلیٰ کا جو ترجمان ہے اس نے پہلے ہی اعلان کر دیا۔ اگر آپ اُس کی پریس کانفرنس دیکھیں کہ سریاب میں ہم دو کالج بنانے جا رہے ہیں بڑی شرمندگی کی بات ہے جب اُس نے وہ زمین کے کاغذات دیکھے تو یہاں تو کالج بن رہے ہیں ایک طرف سے اُس نے کوشش کی کہ اپنے نام کر دوں لیکن چونکہ اُس علاقے سے اُس کا تعلق نہیں ہے وہ باتیں وہ بول گیا، آج وہ دونوں کالج آپ کے اس drop سے PSDP ہیں جناب اسٹیکر صاحب! میں ایک بات اور بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ زڑھ خو، ڈیگاری ، ہندہ اوڑک ان علاقوں کی میں مثال دیتا ہوں ایک بہت بڑی آبادی ہے چالیس ہزار کی آبادی ہندہ اوڑک کی ہے۔ اور پیشیں ہزار کی آبادی زڑھ خولہ علاقوں میں ہے، ان علاقوں کے لیے ایک چھوٹی سی سکیم بھی نہیں ہے جناب اسٹیکر صاحب! میں ان کی طرف سے جو میرے ساتھ کاغذات ہیں میں نے اگر ڈال دیے ہیں تمام علاقوں کے لیے براہمی تقسیم کیجئے میری پہلی تجویز ہے جو میں نے وزیر اعلیٰ کو بھیج دی۔ جناب اسٹیکر صاحب! لیکن اس کے باوجود آپ سن کر حیران ہو گئے پھر بھی سریاب کے اندر اسکیمات ہیں وہ کس کی ہیں؟ جو آج یہ پرچی میرے ساتھ ہے میں نے سب نکال کے میں نے اپنے ساتھ رکھا ہے، یہ ان لوگوں کی اسکیمات ہیں کہ اس سے پہلے والی PSDP میں جن لوگوں کو ان منظور نظر لوگوں کی جن کی تصویریں آج بھی میرے پاس پڑی ہوئی ہیں جو پرانی اسکیمات کے افتتاح کر رہے ہیں کس شرم سے کہ وہ نہ اس علاقہ کا نمائندہ ہے نہ یہاں سے وہ کسی کو نسلی میں چیتے ہوئے ہیں وہ کس کھاتے میں جا کر وہاں نمائندہ کے ہوتے ہوئے جی؟ وہاں ایک تو کر پشن کریں اور اُس کا ٹھیکہ بھی اُس کے نام پر ہو اور وہاں جا کرو وہ افتتاح کریں۔ میں عدالت عالیہ سے یہ بھی اپیل کرتا ہوں کہ کم از کم اس قسم کی مداخلت کو آپ روکیں اگر یہ حکومت آج آندھی ہو چکی ہے اگر یہ حکومت آج بے بس ہو چکی ہے اگر یہ حکومت ظالم ہے اگر یہ حکومت عادل نہیں ہے تو خدا کی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ بہت لوگ جو بڑے بڑے منصب پر تھے آج کرونا کی وجہ سے یہاں نہیں ہیں آپ سابقہ حکومت کی مثال تو دے دیتے ہیں کہ اُس حکومت نے یہ ظلم کیا، آپ کون سی شہد اور دودھ کی نہریں بھار ہے ہیں۔ سارے کچھ لوگوں کو ”چوں چوں کا مرد“، اکھٹے کر کے کبھی ایک اس طرف بھاگنا چاہتا ہے اُس کا پاؤں کپڑا کر آپ واپس لا کر اُس کو اس پنجھرہ میں بند کرتے ہیں کوئی دوسری طرف بھاگ جاتا ہے اُس کو کپڑے کے بند کرتے ہیں، کم از کم ہمارا ضمیر

مطمئن ہے کہ اگر ہمیں کچھ بھی نہ ملے ہم اپنے عوام کے سامنے جواب دنیں ہیں، ہم کہتے ہیں کہ یہ ظالم اور جابر حکومت ہے۔ اس نے ظلم کیا ہے آپ کے حقوق کو پسمندہ رکھا ہے اس جیسی حکومتوں کی ہوتی ہوئی آج بلوجستان پسمندہ ہے۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ مرکز سے کچھ نہیں ملتا وہ لڑائیاں یہ اکھیلے مرکز سے نہیں لڑ سکتی جناب اپیکر صاحب! یہ واک آٹ کر کے پورا ایوان اُس کی تعریف کرتا ہے مرکز سے جن لوگوں نے لڑائیاں لڑی ہیں میرے خیال میں انکو چودہ ماہ بھی حکومت میں رہنے نہیں دیا گیا وہ سردار عطاء اللہ کی حکومت تھی وہ اختر مینگل کی حکومت تھی اُس کی مثالیں موجود ہیں۔ آج بھی اگر مرکز کی طرف سے آپ کو کچھ خیرات کچھ زکوٰۃ مل رہی ہے یہ کچھ اور لوگوں کی مرہون منت وہ ان جیسے وزراء اعلیٰ کی مرہون منت نہیں ہے۔ جناب اپیکر صاحب! جس کے ہاں نہ انصاف ہے نہ زبان ہے نہ عدل ہے کچھ بھی نہیں آج ہمارے حقوق کو پسمندہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آپ بات کرتے ہیں شیخ زید ہسپتال کی، شیخ زید ہسپتال میں روزانہ تقریباً دو ہزار لوگ وہاں آ کر اپنا علاج کرواتے تھے بہیک جنبش قلم آپ نے اُس ہسپتال کو کورونا کیلئے مقرر کر دیا۔ جناب اپیکر صاحب! کیا صرف کورونا سے لوگ مر رہے ہیں؟ دو ہزار لوگ روزانہ مستونگ سے قلات سے دشت سے پتھنیں نوشکی سے کدھر کدھر سے آ کر آپنا علاج کرواتے تھے وہ دروازہ آپ نے بند کر دیا آج آپ کا شیخ زید ہسپتال ایک مقتل خانہ بن چکا ہے لوگ وہاں مرنے کیلئے آتے ہیں آج آپ کے ہسپتالوں کا کوئی رُخ ہی نہیں کرتا۔ جناب اپیکر صاحب! لوگ ڈرتے ہیں۔ آج اس کا ٹیسٹ result negative آتا ہے دوسرے دن اُسی مشین سے ٹیسٹ کرو اس کا result positive ہے۔ اس حکومت کی نااہلی کا آپ اس بات سے اندازہ لگاسکتے ہیں جناب اپیکر صاحب! کہ اتنی بڑی وبا کے اندر باقی صوبوں نے کربوں روپے خرچ کئے ہیں اور NDMA کہتی ہے کہ 1500 ارب روپے اُس نے خرچ کئے ہیں آپ ایک PCR مشین یہاں بلوجستان نہیں لاسکے آپ 40 لوگوں کی ٹریننگ نہیں کروائے آپ کے دس ventilators شیخ زید ہسپتال میں پڑے ہوئے ہیں کوئی چلانے والا نہیں ہے۔ منظور بلوچ کی موت وہاں ہوئی رات کو ہم گئے منظور بلوچ وہاں بیٹھا کھانا کھارہ تھا صح اُس کی جان چل گئی۔ کہتے ventilator چلانے والا کوئی نہیں ہے۔ سردار مصطفیٰ خان ترین کی مثال آپ کے سامنے ہے پوری ہیلائھ منظری وہاں موجود تھی ڈاکٹر موجود تھے ventilator چلانے والا کوئی نہیں ہے آپ کی حکومت کا یہ حال ہے۔ اس جیسی نااہل حکومت اللہ کی طرف سے عذاب ہے اس عذاب کیلئے ہمیں اللہ کی طرف رجوع کرنا چاہیے یہ ہمارے اپنے اعمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے کہ جب میں اپنے لوگوں سے ناراض ہوتا ہوں تو سب سے پہلے ان کے لیے اس قسم کے نااہل حکمرانوں کا انتخاب کرتا ہوں جو آج بلوجستان کو ملے ہوئے

ہیں۔ ابھی میں آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں جناب اسپیکر صاحب! یہ 27 افراد ان کو شیخ زید ڈانسفر کیا گیا ہے یہ ڈاکٹر زیہ ڈاکٹر زیہ ہمارے میجا ہیں۔ ہمارے سیکرٹری ہیلتھ ابھی بیٹھے ہوئے تھے باہر چلے گئے ہیں ان سے پوچھیں ان 27 افراد میں سے کتنے لوگ شیخ زید ہسپتال گئے؟ ایک بھی جانے کے لیے تیار نہیں جناب اسپیکر صاحب! پھر کیوں آپ نے لوگوں کے کیلئے وہ دروازہ بند کیا؟ وہاں علاج ہو رہا تھا وہ بھی آپ نے بند کر دیا اور کرونا سے وہاں لوگ مر رہے ہیں میرے خیال میں اگر کوئی شخص بیمار ہوتا ہے وہ ہمارے اسپتال جانے سے پہلے اپنے گھر میں مرنے کو ترجیح دیتا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آج ہر شخص ڈرتا ہے کہ وہ اگر اسپتال کا رُخ کرے گا مر جائے گا اُس کی زندگی یہاں نہیں رہے گی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! تھوڑا محض کر دیں آپ کا ٹائم پورا گیا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر! چھوٹا سا مسئلہ ہے پانی کا مسئلہ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہاں سات سو کے قریب ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں۔ میں اس حکومت سے پوچھنا چاہتا ہوں ہمارے وزیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سات سو ٹیوب ویلوں پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں جناب اسپیکر صاحب! گیارہ ٹیوب ویل یہاں دشتم میں ہم نے لگائے ہیں آج سے تقریباً گیارہ ماہ پہلے جب ایم ڈی واسا مجیب قمر انی تھا ہم نے اُس سے بات تھی کہ یہ گیارہ ٹیوب ویل آپ کے ہیں ان میں پانی ہے یہ چل رہے ہیں انکا پانی یہاں لاایا جائے اُنہوں نے کہا کہ تین مہینے میں ہم اس کو لائیں گے اور سریاب کواس سے پانی دے دیں گے۔ پھر ہمارے منشی صاحب سے ایک وہاں کمیٹی تھی اختر حسین لانگو، احمد نواز اور کوئٹہ سے تعلق رکھنے والے MPAs، کوئٹہ کے اندر جب اتنے زیادہ ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں تو کیوں نہ ان کو چلا دیا جائے اور انکو پانی دیا جائے۔ آج آپ کے کوئٹہ کے 70 فیصد عوام ٹیکر مافیا کے رحم و کرم پر ہے۔ اربوں روپے کے جناب اسپیکر صاحب! آپ نے ٹیوب ویلز لگائے ہیں اُن کو آپ چلانہیں سکتے اُن کے لئے ایک روپیہ آپ نے نہیں رکھا ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! 29 ارب روپے کی واحد پانپ لائن یہاں بچھائی گئی ہے جو 7 ارب روپے سے شروع ہوا تھا 29 ارب تک پہنچا ہے آج اُن میں ایک بوند پانی بھی نہیں آتا اتنی رقم اتنے پیسے اس بلوچستان کے اس پر خرچ کئے گئے۔ جناب اسپیکر صاحب! میں پوچھنا چاہتا ہوں انصاف، اگر حکومت اس کا نام ہے کہ وہ اپنے ایک علاقہ کیلئے، اپنے حلقہ کیلئے 7 ارب روپے رکھ سکتی ہے اور جو بچھی PSDP میں 10 ارب روپے جام صاحب کے حلقہ کیلئے رکھے گئے تھے اُس سے پوچھا جائے کہ کتنا خرچ کیا ہے۔ ہاں وہ مثال آپ کے سامنے ہے کہ آپ وہاں فائز بر گیڈ کا ایک اٹیشن بھی نہیں بناس کا وہاں ایک بس کسی اور گاڑی سے ٹکرائی اور اس میں آگ لگ گئی

جس میں 37 افراد موقع پر جل گئے، یہ تو آپ کا حلقة ہے اور آپ ہی کے حلقة سے تعلق رکھنے والے میرے خیال کتنے ایسے حادثات ہیں ایسے واقعات اُس حلقة میں ہوئے ہیں آپ نے 10 ارب روپے وہاں رکھے تھے۔ اس طرح دوسرے وزراء ہمارے بھائی ہیں ہمارے ساتھی ہیں ان کو 20، 20 ارب ملنے چاہئیں لیکن کم از کم یہ ایک انصاف تو ہونا چاہیے اگر ان کو 20 ارب روپے مل سکتے ہیں تو دوسرے حلقوں میں بھی انسان بستے ہیں وہاں بھی غریب لوگ ہیں ان کو بھی اسکول، اسپتال، پانی، بجلی اور گیس کی ضرورت ہے کم از کم وہاں 20 کروڑ روپے تو دے دیں یہی آپ کا انصاف ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! آپ میرے خیال میں۔۔۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب! تھوڑا محضر کر دیں اور اراکین بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: بالکل اور اراکین بات کریں گے میرے خیال میں بجٹ کے بعد یہی تقریر ہو گی اُس کے بعد ایک سال تک مکمل وہاں کرپشن کا بازار ہو گا ٹھیکے ہو نگے دوسری چیزیں ہو گئی ہمارے حلقوں میں کچھ نہیں ہو گا۔ میں آج اپنے حلقة کے لوگوں کو اس اسمبلی floor پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس حد تک ہو سکا ہم آپ کے حق کیلئے جو دوڑ آپ نے ہمیں دیا تھا مقدس دوڑ ہم اُس کے لئے جدوجہد کرتے رہے ہم رات گئے دو تین بجے تک روڑوں پر میٹھے رہے ہمارے ساتھ جو وعدے کیے گئے وہ وعدہ وفا نہ ہوئے اور جتنے وعدے کیے تھے ان کی خلاف ورزی کی گئی۔ اب آپ کی مرضی کی کہ اسکو اللہ پر چھوڑ دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! ہم عدالتون کا دروازہ بھی کھلتا رہیں گے۔۔۔ (اس موقع پر ڈپٹی اسپیکر بجائے گئے) ہم مزید احتجاج بھی کریں گے، ہم ہر سٹپ پر ہر حد تک جائیں گے ان نا انصافیوں کے خلاف اور یہ میری باتیں ہیں اس کے بعد آپ کی مرضی آپ جس کو بلاانا چاہتے ہیں لیکن یہ کم از کم آج میری یہ تقریر گواہ ہے کہ مجھ سے جو ہو سکا میں نے کوشش کی کہ ہمارے حلقة میں جو غریب لوگوں بستے ہیں چاہے وہ راشن کے حوالے سے پانی کے حوالے سے ہو جلی، گیس، اسکول، اسپتال، کالج ان سب کیلئے میں نے جدوجہد کی لیکن شاید میں کچھ نہیں لاسکا اور ان حالات کے اندر اللہ اپنا فیصلہ کرے گا اور اللہ کی لاٹھی بے آواز ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب جی میرضیاء لاڳو صاحب۔

میرضیاء اللہ لاڳو (وزیرِ حکومتہ داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): عوذ باللہ من الشیطین الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بہت شکریہ اسپیکر صاحب! آج کے اجلاس میں تو بجٹ پر بحث کرنی تھی لیکن دوستوں نے دنیا جہاں کے مسئلے اٹھا لیے تو ان پر میں سمجھتا ہوں کہ وضاحت دینا بہت ضروری ہے۔ دوستوں کے غصہ الفاظ اور جذبے سے آپ کو میرے خیال میں گورنمنٹ کی کامیابی کا بخوبی علم ہو گا کہ اسمبلی میں کام نہ کرنے کی بجائے ہمارے لوگوں کی

ورکروں کی تصویریں دکھائے جا رہے ہیں کہ یہ کام کر رہے ہیں اور افتتاح کریں جس پر فخر ہے۔ باقی پہلے دن سے دوستوں نے حکومت کے ساتھ تعاون کی بجائے روٹے ایکانے کی کوشش کی۔ تفتیان بارڈر کا مسئلہ جہاں ہماری فورس نے ہماری پولیس نے ہماری لیویز نے اتنے پاکستانیوں کو اپنی جس سے اپنی جان کا risk لیکر اُس کو اپنے منطقی انجام تک پہنچایا۔ اُس کے بعد بہت افسوس سے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ بجٹ اجلاس کے دن وہ حضرات وہ حکمران اس حکومت کے بارے میں غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرتے جو میراضمیر اجازت نہیں دیتا کہ میں کسی کے لیے استعمال کروں کہ جن کے دور میں یہاں کوئی کے باسی شہید ہوتے تھے تو کہا جاتا کہ انکو شو پپر دو، وہ بھی آج اس حکومت پر تنقید کر رہے ہیں جس نے سانحہ ہزارہ ٹاؤن جیسے طالموں کو 24 گھنٹے سے پہلے پکڑا۔ جس نے سانحہ تو تک جیسے طالموں کو تمام اشتہاری افراد کو پولیس نے nominate کرتے ہے یا نہیں تھے سب کو 24 گھنٹے میں پکڑ کر سرخرو ہو گئے۔ تو مجھے خیر ہے کہ ہم نے ملزمان پکڑے ہیں، ہم نے شہیدوں پر طنز نہیں کیا ہے۔ باقی موجودہ بجٹ کے حوالے سے میں بتاؤں کے کہ جو میگا سکیم تھیں الحمد للہ ہم نے بالاعصب سے پورا بلوچستان ہمارا ہے جہاں سے اپوزیشن جیتی ہے وہ حلقة بھی ہمارے ہیں وہاں کے لوگ بھی ہمارے ہیں تو ہم نے وہاں جو وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے provincial ہمارے بجٹ میں جو سکیم تھیں وہ ہم نے equally تمام ڈسٹرکٹس میں تقسیم کیے ہیں۔ باقی اپوزیشن کے دوستوں کے ساتھ ہماری بات چیت ہوئی ہے۔ بات چیت میں مسئلے مسائل اور اُن کے کچھ تفہیقات کو میں درست سمجھتا ہوں اُن سے ہماری بات ہوئی ہے اُن سے ہماری زبان ہوئی ہے کہ بجٹ میں یہ چیزیں اس طرح آپ کی جو تجاویز ہیں اُس پر میں سمجھتا ہوں کہ نہ وزیر اعلیٰ کا قصور ہے نہ اپوزیشن کا نہ ہمارا۔ وہ مذاکرات اتنے ہم طول دیتے گئے کہ اُس میں بجٹ کے آنے کے دن پر منگ میں بھی مسئلے ہو سکتے ہیں کچھ بھی، لیکن، ہم اپنے اُس commitment پر ابھی بھی قائم ہیں۔ ادھر بلوچی کی بات کی گئی ہر چیز پر پشتہ کی بات کی گئی۔ ایک زبان ہم نے کیا ہے اُس پر ہم قائم ہیں اُس پر آپ کی کمزوری کی، غلطی کی وجہ سے جو تجاویز رہ گئی ہیں یا جو ہماری کمزوری کی وجہ سے اُن سب کا ہم جائزہ لے رہے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ کل بھی بیٹھے تھے، آگے بھی ہمیں آپ کے ساتھ بیٹھنا ہے۔ آگے بھی آپ کے ساتھ مذاکرات کرنے ہیں۔ ہم راہ فرار اختیار نہیں کرتے کہ ہم نے آپ سے بات نہیں کی ہے۔ ہم اُن چیزوں کا جائزہ لے رہے ہیں اور آپ کو اُس پر ضرور مطمئن کریں گے۔ تو اس عوامی بجٹ بنانے پر میں وزیر اعلیٰ بلوچستان اُن کی ٹیم کو پرنسپل سیکرٹری صاحب، عادل گھٹی صاحب، عبدالرحمن بزدار صاحب، چیف سیکرٹری صاحب، ظہور بلیدی صاحب، نور الحق صاحب ان کی ساری ٹیم کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بجٹ میں بلوچستان کے جو لوگوں کے اہم مسائل تھے انکو

ایڈریس کیا ہے اور ایک تاریخی بجٹ بلوچستان کے لوگوں کو دیا ہے۔ بہت شکر یہ۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ لاگو صاحب۔ جی میرزادعلی ریکی صاحب۔

میرزادعلی ریکی: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکر یہ جناب اسپیکر صاحب! کہ آپ نے مجھے موقع دیا لیکن کاش جب جام صاحب بیٹھے تھے آپ مجھے اُس وقت موقع دیتے تو صحیح تھا۔ ابھی بھی فناں منستر صاحب بیٹھے ہیں۔
جناب اسپیکر صاحب! دوسال گزرے ہیں پہلے سال کا جو بجٹ تھا یہ نالائقوں کی وجہ سے کورٹ میں stay کر کے چلا گیا۔ جناب اسپیکر صاحب 2019ء کا جب بجٹ آیا اُس میں بھی اسی طرح ہم اپوزیشن اور خاص طور پر واشک کو ان لوگوں نے نظر انداز کیا۔ اور یہ 21-2020ء کا بجٹ آگیا مختصر کچھ ڈسٹرکٹس کا نام آپ سے شیئر کرنا چاہتا ہوں۔ کچھ 18 ارب 50 کروڑ، یہ کہاں کا انصاف ہے۔ ٹوپ 6 ارب 80 کروڑ، خضدار 4 ارب، پچھی 4 ارب، اسی طرح جناب اسپیکر صاحب! یہ دون PSDP کو میں نے study کر کے ایک ایک صفحہ کو دیکھا کہ یہ حال ہے۔ سوائے اپوزیشن کے حلقوں کے خاص طور پر واشک کے ایجوکیشن کے حوالے سے پہلک ہیلتھ کے حوالے سے zero ہے۔ داریار محمد صاحب یہاں نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ کہاں کا انصاف ہے یہ انصاف اُپر اللہ تعالیٰ ہے دیکھ رہا ہے۔ جیسے ملک نصیر صاحب نے کہا کہ ظالم یہ ہمارے ڈسٹرکٹس میں ظلم کر رہے ہیں مداخلت تو اپنی جگہ، ہمارے ڈسٹرکٹس میں چاہے واشک میں مجھے فند نہیں دے دیں مگر میرے علاقے میں چاہے ماٹکیل ہے، واشک ہے، بیسمہ ہے، ناگ ہے۔ بلوچستان میں دوسرا بڑا ڈسٹرکٹ رقبے کے حوالے سے واشک ہے۔ اُس علاقے میں فناں منستر ظہور صاحب! آپ کو میں نے تین چار مرتبہ PSDP سے پہلے کچھ تجاویز دیں میں نے کہا کہ یہ میری ذات کے نہیں ہیں آپ اس علاقے میں خود ترقیاتی کام کریں۔ چاہے ہیلتھ کے ہوں، چاہے ایجوکیشن کے ہوں یا چاہے جو بھی ہوں۔ مگر واشک کو اس دفعہ پھر ان لوگوں نے جناب اسپیکر صاحب! نظر انداز کیا۔ جناب اسپیکر صاحب! ایک لیٹر ہے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا یہ 19 جون کو، میں subject پڑھتا ہوں۔ establishment of education cities in PP.

ایجوکیشن سٹی بلوچستان میں جناب اسپیکر mode and main towns of Balochistan.

صاحب! 27 ڈسٹرکٹس کا نام شامل ہے سوائے واشک بد بخت کا یہ لوگ ظلم کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ ایسا ظالم کو اللہ تعالیٰ پکڑے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں سے پوچھئے گا فناں منستر ظہور صاحب! انشاء اللہ آپ سے پوچھئے گا کہ آپ نے اس ڈسٹرکٹ کو کیوں اس طرح نظر انداز کیا؟ مگر جناب اسپیکر صاحب! کیا کریں کہ درجائیں یہی اسمبلی فورم ہے بات کرنا ہمارا حق ہے ہم بات کریں گے وہ سن لیں وہ نہیں بنسیں۔ جام صاحب یہاں بیٹھے تھے ہمارے

پارلیمانی لیڈر ملک نصیر صاحب بات کر رہے تھے کاش! وہ لوگ نہیں ہستے۔ ہنس کرو اپس چلے گئے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارا مذاق نہیں اڑایا کریں اگر ہمارے علاقے میں فنڈ نہیں دیتے ہیں اور مداخلت بدستور ہے مگر ہمارا مذاق نہ اڑائیں۔ ہمیں عوام نے ووٹ دے کر یہاں بھیجا ہے ہم selected نہیں ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! کیم رمضان کو ماشیل روڈ پنیلی جاری تھی رات کے دس بجے ڈاکوؤں نے فائرنگ کر دی ایک بچی کو گولی لگی وہ تقریباً 20,25 دن ٹرامسینٹر میں پڑی رہی ابھی تک اُس کے قاتل گرفتار نہیں ہو رہے ہیں۔ جیسا ترتیب میں ڈنک کا واقعہ ہے وہ بھی اُسی طرح ہے یہ حالت ہے گورنمنٹ کی ڈاکو فائرنگ کر کے جاتے ہیں مگر گرفتار نہیں ہوتے اسلحہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ ظلم جو یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں، یہ جو نا انصافی ہمارے ڈسٹرکٹس میں کر رہے ہیں اس کو ہم کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ جناب اسپیکر صاحب! آخر میں ہم عدالت سے بھی رجوع کریں گے ہم 23 ایک پی ایزا انشاء اللہ کل ہو یا پرسوں ہم اس PSDP کو اٹھا کے ہائی کورٹ میں جائیں گے۔ جو وعدے ان لوگوں نے کیے تھے جناب اسپیکر صاحب! اصغر خان اچنڈی صاحب چلے گئے ہوم منстро وہ بھی چلے گئے، سردار عبدالرحمن بھی چلے گئے ان تینوں نے وعدہ کیا تھا لیکن وہ وعدہ نہیں نبھا سکے۔ یہ حالت ہے جناب اسپیکر صاحب! میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں ڈسٹرکٹ واشک کو ان لوگوں نے نظر انداز کیا ہوا ہے۔ جناب اسپیکر! میرا ڈسٹرکٹ ہے بسیمہ، ناگ، ٹنگر، ابھی تک اس پاکستان کے لیے وہ لوگ خون بہار ہے ہیں۔ ان لوگوں کو آپ اگر کچھ نہیں دے سکتے تو کم سے کم پانی، ہیلتھ اور ایجوکیشن یہ کم سے کم تو ان لوگوں کو دے دیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ہم محبت وطن ہیں پاکستانی ہونے کا فخر کرتے ہیں جہاں بھی ہوتے ہیں بسیمہ، ناگ، ٹنگر یہ جناب! ایسے ایسے علاقے ہیں جہاں کوئی پروگرام ہوتا ہے تو وہاں سب سے پہلے یہ محبت وطن کہتے ہیں کہ پاکستان زندہ باد ابھی بھی کہیں گے مگر اس طرح اُس ڈسٹرکٹ کو نظر انداز کیا ہوا ہے یہ ہم کبھی برداشت نہیں کریں گے جناب اسپیکر صاحب! ابھی میں اپنی بات کو مختصر کرتا ہوں اور واک آؤٹ کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے میرے ڈسٹرکٹ کے ساتھ ظلم کیا ہوا ہے۔ بجائے اس کرسی پر بیٹھنے کے میں ابھی واک آؤٹ کرتا ہوں thank you جناب اسپیکر۔

(اس مرحلہ میں سید احسان شاہ، چیئرمین نے اجلاس کی صدارت کی)

جناب چیئرمین: اسمبلی سیکریٹریٹ کو ہدایت دی جاتی ہے کہ سیکریٹری ایجوکیشن نے جزو ٹیکسٹ نیشن کیا ہے، ستائیں اضلاع جس میں شامل ہیں اور پانچ ڈسٹرکٹس نکالیں، تو اس پر ہمیں تفصیل بھیج دیں کہ یہ پانچ پسمندہ ترین ڈسٹرکٹس کس حوالے سے ان لوگوں نے نکالے ہیں؟ جی نور محمد درم صاحب!

جناب نور محمد دمر (وزیر مکملہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ و اسما): بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر! آج تو بلوچستان اسمبلی میں یہی topic 21-2020 کا بجٹ مختلف دوستوں نے میرے آنے سے پہلے اور میرے ہوتے ہوئے یہاں مختلف تقاریر میں نے سنی بھی، پہلے بھی اپوزیشن اور ٹریشرزی پنځر کے لوگوں نے تقاریر کی ہیں۔ ظاہری بات ہے یہاں ہر ایک کو اظہار خیال کرنے کا موقع بھی ہے اور اجازت بھی ہے آپ کی طرف سے۔ ہر ایک کو اپنے دل کے اندر جو بڑا س ہے یہی ایک فرم ہے یہاں ہر ایک آ کر اپنے علاقے کے بارے میں بولتے ہیں۔ بلوچستان کے تمام ڈسٹرکٹس کے بارے میں بھی اور موجودہ بجٹ کے حوالے سے بھی ہر ایک کو حق حاصل ہے لیکن میں بحیثیت بلوچستان اسمبلی کے ایک ممبر کی حیثیت سے میں اس موجودہ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے بلوچستان حکومت نے جو بجٹ پیش کیا، اس پر میں وزیر اعلیٰ بلوچستان، وزیر خزانہ بلوچستان اور ان کی تمامیم پی اینڈ ڈی، فناں اور سی ایم ہاؤس کے ملازمین جنہوں نے دن رات ایک کر کے بجٹ بنانے میں مصروف عمل تھے۔ میں ان سب کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جناب اسپیکر! میں صرف کسی کی خوشامد کے لیے نہیں ایک حقیقت ہے حقیقت کو نہیں چھپانا چاہیے۔ اس حالت میں جو ہمارا ملک ایک ہزادہ من کا مقابلہ کر رہا ہے ایک وبا کی صورت میں گیرا ہوا ہے۔ ہمارے ملک کے قیمتی اثاثے اس دشمن نے ہم سے جدا کر کے لے گئے۔ اس میں نڈا کثریق گئے، نے politicians نے ہمارے civil servant نے اور نہ ہماری آری فورسز کے لوگ نے گئے۔ ہمارے بہت سے قیمتی اثاثے یہ چھپا ہوا دشمن ہم سے جدا کر کے لے گیا۔ اور اس کے باوجود ہماری حکومت جو اس دشمن کے ساتھ لڑتے ہوئے بھی اپنے عوام اپنے ملک اور اپنے صوبے کے عوام کے لیے ایک بہتر بجٹ جو پیش کیا۔ اس کو بھی اگر ہم لفظوں کی حد تک نہیں سراہیں تو یہ میرے خیال میں یہ ایک بد نیتی پر منی speech ہو گی ہر کسی کی۔ جناب اسپیکر! یہ کسی سے ڈھکی چھپی بات نہیں ہے کہ ہمارا ملک جن حالات کا سامنا کر رہا ہے ایک تو یہی کرونا ہے دوسری طرف ہمارے ملک کے اندر اور بارڈر پر آج سے نہیں ہم سالوں سے لڑتے چلے آئے ہیں۔ ہم ہر وقت ایک حالت جنگ میں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود بھی ہماری فیڈرل اور صوبائی حکومت کا بجٹ قابل تحسین ہے۔ جہاں تک بات اپوزیشن کے دوستوں کی ہے یقیناً ہر فرم پر جہاں بھی ہمارے ٹریشرزی پنځر کے دوستوں کی کوئی میٹنگ ہوئی ہے تو کسی نے یہ نہیں کہا ہے کہ اپوزیشن کے دوستوں کو فنڈ نہیں ملنے چاہئیں۔ سب نے یہی تجویزی ایم صاحب کو دی کہ یہ بھی ہمارے طرح elected members ہیں ان کے بھی حلقوں میں مسئلے مسائل ہیں جتنا ہو سکے ان کو فنڈ زدی نے چاہئیں۔ ہمیں وہ ماضی کی روایات برقرار نہیں رکھنی چاہئیں ہمیں وہ نہیں دہرانا چاہیے۔

ہماری حکومت ایک مثال ہے یہاں بلوچستان عوامی پارٹی اور ان کے کویشن پارٹیز کی حکومت ایک مثال ہے۔ ہم نے دوسرے کی طرح نہیں بلکہ ہم نے ایک مثال بن کر اپنے آپ کو پیش کرنا ہے۔ تو ہم نے یقیناً اسی طرح ثابت کر کے اپوزیشن کے دوستوں کو بھی اپنے ساتھ چلانے کی کوشش کی۔ اور ان کی جتنی اسکیمیات تھیں جس طرح ہمارے دوست نے کہا کہ یقیناً عجالت میں کوئی پرمنگ پر لیں کی کوئی غلطی ہوئی ہوگی۔ اُس پر صرف نہیں ہمارے اور دوستوں کی بھی اسی طرح علاقے کی اسکیمیات جوڈ بلنگ ہوئی ہیں یا کہیں کوئی ایک miss ہوئی ہے۔ تو اُس پر ہمارے ڈیپارٹمنٹس review کر رہے ہیں لیکن اس کو غلط بیانی یا وعدہ خلاف ورزی کہنا میرے خیال سے مناسب نہیں ہے۔ اور یہاں جو افاظ ہمارے وزیر اعلیٰ بلوچستان کے بارے میں کہ انہوں نے وعدہ کی خلاف ورزی کی وعدہ نہیں بھایا۔ میں تو کہتا ہوں کہ ایسے شخص کو جس نے اپوزیشن کا جتنا خیال رکھا اپنے دور میں اور اُس کے بارے میں بھی ان کے جو افاظ ہیں۔ اسمبلی کے اندر یا باہر احتجاج ہو جہاں بھی ہو چوک چورا ہوں پران کے الفاظ قابل مذمت ہیں۔ اور یہ میرے خیال میں ایک elected person جو کہ عوام کی نمائندگی کرتا ہے اور اپنے آپ کو ایک لیڈر ثابت کرتے ہیں۔ لیکن اُس کے باوجود بھی ایسے الفاظ ان کے منہ میں میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہماری حکومت جام کمال صاحب کی قیادت میں وفاق سے ٹھتے ہوئے میرے خیال میں یہ کوئی آج تک نہیں کر سکی۔ کہ اتحادی بھی ہو حکومت کا حصہ بھی ہو۔ اور اُس کے باوجود بھی جس انداز سے ہماری پارٹی کے سینیٹر اور ہماری پارٹی کے SNA، MNA اور روزاول سے سی ایم بلوچستان نے اسلام آباد جا کے بلوچستان کا جو مقدمہ ٹڑا وہاں تو میرے خیال میں یہ آج تک میں نے تو نہیں دیکھا شاید میرے دور سے پہلے کی شاید اس طرح بات ہوئی ہوگی۔ لیکن اس پر بھی میں اپنے پارٹی لیڈر سی ایم بلوچستان جام کمال صاحب کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ اُس نے ایک خاص موقع پر جا کے اسلام آباد میں ڈیرہ ڈالا اپنے حقوق کے لیے جو جدوجہد کی وزیر اعظم سے اور اپنی جہاں جہاں مینگ ہوئی یہاں تک کہ حکومت کا حصہ ہوتے ہوئے حکومت سے واک آؤٹ کیا۔ ہمارے فناں منظر نے واک آؤٹ کیا لیکن پھر بھی میں کہتا ہوں کہ انہوں نے بلوچستان کے لیے جو حقوق لائے بلوچستان کا جو حصہ بتا تھا اُس سے زیادہ لایا اُن کی واضح مثال میں اپنے علاقے کی دیتا ہوں۔ جہاں جہاں پسمندگی ہے، جہاں جہاں ضرورت ہے وہاں مرکز کی طرف سے سی ایم بلوچستان کی کوششوں سے بڑے بڑے mega projects منظور ہوئے۔ جناب چیئرمین صاحب!

زیارت dual road کی ایک speciality ہے زیارت کو ہمارے بلوچستان میں tourism کے حوالے سے ایک law and order کے حوالے سے ایک peaceful district ہے۔ صنوبر کے حوالے

سے Asia کے دوسرا نمبر جنگلات ہیں وہاں قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنے آخری ایام کے لیے پوری پاکستان میں یہی زیارت کا انتخاب کیا۔ لیکن یہ زیارت جو آج تک جتنی بھی حکومتیں گزری ہیں انہوں نے یک مرکزی انداز کیا ہوا تھا۔ لیکن ہماری حکومت اور سی ایم کی کوششوں سے زیارت dual road mining old district return ہے۔ اس طرح ہر نائی کے لئے جو کہ بلوچستان کو ایک بہت بڑا ہے return ہے ہمارے آنے سے پہلے یہاں بڑے دعوے کرنے والے اپنے آپ کو قوم پرست پشتوں پرست ہر پارٹی ہر نعرے کے لوگ یہاں گزرے ہیں۔ لیکن ہر نائی کی ہر طرف سے جو روڈ آتی تھی وہ سفر کے قابل نہیں تھیں۔ ہر نائی وہ ڈسٹرکٹ ہے میرے خیال میں میں نے کوئی حساب تو نہیں لگایا بہر حال حکومت کو ایک بڑا ڈریوڈ رہا ہے Texas کی مد میں کوئی وہاں وافر مقدار میں موجود ہے روزانہ وہاں سیکڑوں گاڑیاں کوئی لود کر کے اس خستہ حالت روڈ پر سفر کرتے ہیں۔ لیکن لوگ ایک بڑی مشکل کا سامنا کر رہے ہیں ہماری حکومت کے آنے سے پہلے کسی نے بھی ہر نائی کے عوام کی آواز نہیں سنی۔ لیکن اس حکومت نے وزیر اعلیٰ بلوچستان جام کمال صاحب کی قیادت میں وفاق سے لڑتے ہوئے ہر نائی کے لیے ایک بڑی رقم منظور کروائی جو کہ ایک کار نامہ سے کم نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یقیناً یہاں ہر ایک کوئی حق حاصل ہے اپنے یہاں رونے کا لیکن ہمارے اپوزیشن دوستوں کا رویہ ایک عجیب سا ہے جب ان کو کچھ ملتا ہے تو پھر سب کچھ ٹھیک جب ان کو نہیں ملتا تو پھر سب کچھ غلط یہ پالیسی میرے خیال میں نہیں ہونی چاہیے۔ ان کے ڈسٹرکٹ میں بقول ان کے کہ وہاں ہمارے مخالف جو unelected لوگ ہیں وہ افتتاح کر رہے ہیں۔ اگر ہماری حکومت نے وہاں پیسے خرچ نہیں کیے ہیں تو پھر ہمارے دوست وہاں کس چیز کا افتتاح کر رہے ہیں۔ تو یہ آپ کامنہ بولتا ثبوت ہے کہ آپ خود ہی کہتے ہیں کہ وہاں unelected لوگ ہمارے کاموں کا افتتاح کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہماری حکومت نے ایک چیز روایت قائم کی ہے کہ یہ اپنے نام پر کبھی بھی اسکیم نہیں ڈال سکتے۔ اپوزیشن کے دوست کہتے ہیں کہ ہمارے نام پر اسکیم آنی چاہیے تاکہ کل کوئی ان کے سب کچھ کا مالک ہو جا ہوں لیکن یہ کوئی غلط طریقہ direct ہے اُن کے علاقوں میں ہم سے زیادہ پیسے خرچ ہوئے ہیں۔ ابھی بھی اگر PSDP اٹھا لیں تو میرے خیال میں کسی بھی اپوزیشن کے دوست کا حلقت نظر انداز نہیں ہوا لیکن اگر نظر انداز ہوا ہے وہ اُن کی ذات اور ان کی شخصیات نظر انداز ہوا ہے تو اس سے یہ انداز ہوتا ہے کہ وہ اپنی قوم اپنے ڈسٹرکٹ کے عوام سے مغلص نہیں وہ اپنی ذات سے مغلص ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ جہاں ہماری دلچسپی ہے جہاں ان کی ذات کو کچھ ملتا ہے تو پھر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں وہی ملنا چاہیے۔ لیکن ڈسٹرکٹ کو سب کچھ PSDP اٹھا کر دیکھیں لیں میرے خیال میں equality کی بنیاد

پر یہاں ہر ڈسٹرکٹ کی وہ جو facilities missing ہیں سی ایم بلوچستان کی دن رات مختوق سے کوئی ڈسٹرکٹ نہیں رہ گیا۔ تو یہ میرے خیال میں ہمارے بلوچستان کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے جو پچھلی حکومتوں میں اس طرح نہیں ہوا۔ آپ اگر ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں اپوزیشن کو نظر انداز کرتے تو پورے حلے کو نظر انداز کرتے ہماری حکومت نے نہ اپوزیشن کو نظر انداز کیا نہ ممبر زکونہ ان کے حقوق کو نظر انداز کیا کیونکہ وہ بھی ہمارے لوگ ہیں بلوچستان کا ہر ضلع یہ ہمارے بلوچستانی پاکستانی عوام ہیں یہ ہمارے اوپر حصہ رکھتے ہیں۔ یہ ہماری حکومت کا ویرہ بنتا ہے کہ اُن کو ہم facilities missing دے دیں۔ لیکن یہ اپنی ذات اور اپنے منشائے لیے شاید کسی کو اجازت نہ ہو ہماری حکومت میں یہاں جناب چیئرمین! دوستوں نے کوئی شہر کے پانی کی بھی بات کی میں بحثیت منصراں کا میں ان کو یہ جواب دینا چاہتا ہوں۔ ہماری حکومت نے جو یہاں کچھ کیا وہ اعداوشا رشاید ہم سے کوئی سوال کریں اُس کے جواب میں، میں بھرپور تیاری کر کے آؤں گا۔ لیکن یہ ہے کہ جو ٹینکر مافیا کی بات ہوئی اُس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ میں بالکل اس سے agree ہوں کہ وہاں ٹینکر مافیا لیکن یہ ٹینکر مافیا پورے شہر کو پانی دے رہے ہیں۔ جہاں اُن لوگوں کیلئے کوئی structure نہ ہو، جہاں ہماری واسا کی کوئی approach نہ ہو، جہاں نئی نئی کالونیز اور اسکیمز بنی ہوئی ہیں۔ جہاں ہماری واسا اور PHE کی کوئی structure نہیں ہے ستم نہیں ہے اُن لوگوں کا کوئی چارہ کا نہیں ہے اگر ان ٹینکر مافیا پر بھی پابندی لگائی گئی تو ظاہری بات ہے تو کوئی سر پا احتجاج بن جائے گا۔ تو اُس پر ہم نے کئی بار غور کیا وہ ٹینکر مافیا ہماری نہیں ہے اور ظاہری بات ہے اس شہر کے رہنے والوں کی ہے تو یہ ہمارے آنے سے پہلے یہ سلسلہ یہ روایات اُس وقت سے چلی آ رہی ہیں۔ لیکن ہم نے اُس پر کافی غور کیا لیکن کوئی نہیں میں کوئی شہر یوں کو پانی دینے کے لیے ہم نے جو محنت کی جو PSDP میں یا پچھلے PSDP میں پیسے خرچ کئے۔ وہ میرے خیال میں اپوزیشن کے دوستوں کو بھی سراہنا چاہیے۔ جناب چیئرمین! ایک دوست نے یہاں ایجوکیشنل سٹی کی بات کی اسکا letter یقیناً circular ہوا تو اُس میں میرے ڈسٹرکٹ زیارت اور ہر نائی، دکی، موسیٰ خیل میرے خیال میں کوئی پانچ چھ ڈسٹرکٹس نارتھ بلوچستان کے رہ گئے۔ تو یہ ہماری cabinet میں یہ withdraw letter کے حکماں جاری کئے۔ جناب چیئرمین! یہاں ہمارے دوست ہر وقت ہر ایک کے منہ میں selected ہو۔ خود اپنے آپ کو elected کہتے ہیں اور اپنے اپوزیشن والوں کو selected کہتے ہیں میں تو اپنی جانب سے آج پوری اپوزیشن کو چیلنج کرتا ہوں۔ اپنے حلے میں ہر پارٹی individual کی حیثیت سے آ کر مقابلہ کرے میں اُن تمام دوستوں کو منع کرتا ہوں۔ جن پرانا کاشک ہے

میں ان تمام سے کہتا ہوں کہ آپ کی مداخلت کے بغیر اگر ایکشن مجھ سے کوئی جیت گیا تو میں اُسی وقت میرے دوست بھی سارے resign کرنے کو تیار ہیں۔ لیکن یہ ایک غلط بات ہے selected آپ elected ہیں آپ جب کامیاب ہوئے ہیں تو آپ selected ہیں اور ہم trial کے لیے ہم کر لیتے ہیں پتہ چل جائے گا۔ کہ کون selected ہے اور کون links کے ہے اسی طرح آپ کے حلقوں کا بھی ہمیں پتہ ہے وہ کون سی ایسی بات ہے ہم عوام تو نہیں ہیں ہمیں پتہ ہے کہ جہاں جہاں آپ کے connection ہیں جہاں جہاں آپ کے مدالی ہے وہ بھی ہمیں پتہ ہے لیکن یہ میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں اپنی تقریر کا اختتام کرنا چاہتا ہوں۔ میں ایک دفعہ پھر اس کامیاب اور بلوچستان کے عوام کے عوام دوست بجٹ اور بلوچستان کے عوام کی امنگوں کے ترجمان بجٹ پروز یا علی بلوچستان اور ان کی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ شکر یہ۔

جناب چیئرمین: شکر یہ اسکے علاوہ اگر کوئی دوست بحث میں حصہ لینا چاہے۔ جی مٹھا خان کا کثر صاحب!

جناب مٹھا خان کا کثر (وزیرِ حکومت امور حیوانات و ذریعی ڈولپمنٹ): شکر یہ جناب چیئرمین 21-2020ء کا بجٹ زیر بحث ہے اس کو تو میں بہت کامیاب بجٹ کہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! یہ بلوچستان کا بجٹ جب بتاتا ہوا درسکرٹریٹ میں خرید و فروخت شروع ہوتی تھی XXXXX۔ الحمد للہ جب سے جام صاحب آئے ہیں دو بجٹ انہوں نے پیش کیے کوئی بندہ ادھر جاہی نہیں سکتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے اور جام صاحب نے federal میں جب ہمارے سامنے انہوں نے جو ادھر مقابلہ کیا اور بجٹ پر جو بحث کی وہ ہمیں پتہ ہے۔ پہلے جو پیسے ہوتے تھے ایک یاد بندے ہوتے تھے یا چار بندے کچھ جانتے تھے وہ چلے جاتے تھے۔ الحمد للہ یہ دوسرا دفعہ ہے جب جام صاحب جاتے ہیں اپنے حقوق لا کے اپنے بلوچستان میں تقسیم کرتے ہیں۔ اور اسی طرح جو اپوزیشن بھائیوں کا حصہ جو تھوڑا کم ہے، یہ تو ہر وقت کم ہوتا ہے ہمارا جو حصہ ہے تو ہم اُس کو پورا تو نہیں دے سکتے۔ ٹھیک ہے کم ہے لیکن جو پہلے سے ہے، اس دفعہ تھوڑا کم ہوا ہے انشاء اللہ جام صاحب نے جو وعدہ کیا ہے ہم وہ پورا کریں گے۔ اور کرونا میں جو پیسے گے ہیں یہ بھی تو بجٹ سے چلے گئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ اللہ تعالیٰ یہ وبا ختم کرے۔ اور بلوچستان اور ترقی کریکا کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ ان کا اپنا حق ملے گا۔ مہربانی خدا حافظ۔

جناب چیئرمین: شکر یہ جناب مٹھا خان کا کثر اور کوئی دوست اگر میزانی کی بحث میں حصہ لینا چاہے۔

جناب ٹائپس صاحب! آپ بولنا چاہتے ہیں جی ذرا time کا خیال کیجئے گا۔ لسم اللہ۔

جناب نائٹس جانسن: جناب چیئرمین صاحب! بہت اچھا بجٹ یہ جو کہہ رہے ہیں ہمارے محض زار کان تعریف کر رہے ہیں ان کی نظر میں بہت اچھا بجٹ ہے اس لئے کہ ایک اقلیتی رکن کو ایک ارب چالیس کروڑ کا لاست ایئر بجٹ دیا تھا اس مرتبہ ایک ارب میں تیس کروڑ ہے اور اپوزیشن کے دونوں نمائندوں کو اور ہماری خواتین کو مخصوص نشتوں کو پورے بلوجستان کیلئے پانچ کروڑ روپے یہ انصاف ہے۔ یہ بہت اچھا بجٹ ہے اس کی تعریف کرنی چاہیے۔ اپوزیشن کو بھی کرنی چاہیے اور اکثریتی نمائندوں کو بھی کرنی چاہیے ہمیں اقلیت کو مخلوط طریقہ انتخاب کی زد میں ہم لوگ ہیں مخصوص نشتوں کے نمائندے خصوصی طور پر میں اقلیت کے نمائندوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو کہ آج سے کوئی ایک ماہ پہلے BAP پارٹی کے اقلیتی ممبر ان پچھا پنی وردی پہن کر تیاری کر رہے تھے کہ ہم لوگ حلف اتحادیں کے۔ یہ طریقہ انتخاب جو بنایا گیا ہمارے لئے یہ بھی بجٹ کی ایک وجہ ہے۔ کیوں اس کی آڑ میں ہمارے ساتھ زیادتی ہمارے ساتھنا انصافی کی جاتی ہے؟ اور یہ ہمارے سر کے اوپر ایک لکھتی ہوئی تلوار ہے۔ ہم نمائندہ جو ہمارا سیکنڈ ہوتا ہے جیسے ہینڈری سے ہوا جیسے شہباز بھٹی سے ہوا۔ اس کی بنیادی وجہ یہ مخلوط طریقہ انتخاب ہے جو زیادتیاں ہوتی ہیں، یہ مخلوط طریقہ انتخاب ہے۔ نہیں طور پر بھی ہمارے ساتھ اس میں ایسے کام کرنے پڑتے ہیں ہمیں ان کا ذکر میں نہیں یہاں اس ایوان میں کر سکتا جو قرآن پاک بھی ہمیں اجازت نہیں دیتا، باہم مقدس بھی ہمیں اجازت نہیں دیتی۔ لیکن ہمیں اس مخلوط طریقہ انتخاب کی وجہ سے اس میں ہم اپنے حلقوں میں مجبور ہیں وہ کام کرنے کو جو کہ ہم نہیں کرنا چاہتے۔ میں نہیں کرنا چاہتا۔ جو ہمارے سچ نمائندے ہیں وہ نہیں کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے نمائندوں نے جو پچھلے سال گزرے ہیں کر سچن کے تمام نمائندوں نے کام کیا ہے جب جدا گانہ ایکشن ہوتا تھا۔ کوئی ہم اقلیتوں میں نفر تین نہیں تھیں۔ اور یہ طریقہ انتخاب 2002ء میں مشرف دور میں رائج کیا گیا۔ سوچتے ہیں کہ پڑھان کو پڑھان سے لڑادو بلوج کو بلوج سے سندھی کو سندھی سے، بولا تھا کہ اقلیتیں بڑے سکون سے رہتی ہیں کبھی کسی کرسچن نے، ہندو یا کسی دوسری اقلیت کے متعلق کبھی کوئی بات نہیں کی تھی۔ اگر کوئی ہندو اچھا کام کرتا تھا کوئی ترقیاتی کام کرتا تھا اس میں مداخلت نہیں کرتے تھے لیکن ابھی کوئی نہیں سوچ رہا مرکز میں جو ہمارے بھائی ہینڈری بلوج اور شہباز بھٹی شہید ہوئے ہیں۔ کیوں نہیں ہم لوگ اس بات پر سوچتے کہ کیا وجہ ہے ہینڈری بلوج کی جو بنیادی وجہ وہ ظاہر نہیں کرتے ہیں کہ کس وجہ سے وہ ٹارگٹ ہوا ہے؟ کس وجہ سے شہباز بھٹی ٹارگٹ ہوا ہے؟ ابھی جو میرے پر تشدد ہوا ہے کسی بھی اکثریت کے نمائندوں نے یا اقلیت کے اپوزیشن کے نمائندوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ آج ایک جو ساتھی ہے اس کیلئے بات کرتے ہیں عام آدمی جس

کے اوپر تشدد ہوتا ہے اس کیلئے اس سے قبل میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے والد ماسٹر جانسن اشرف مر حوم کیلئے اس ایوان میں جب ہم منتخب ہوئے ہیں تو وہ ان کیلئے جب وہ اسمبلی میں حلف اٹھانے کیلئے آیا۔ تو ایک ٹیکر کی حیثیت سے ان کیلئے احترام آکھڑا ہوا۔ نواب شاء اللہ زہری، شہید نواب اکبر بھٹی لیکن ان پر ذہنی تشدد کیا گیا۔ حکومت ختم ہونے کے چار ماہ بعد ہمارا گھر گرا دیا گیا جو کہ وہ نمائندے تھے اس کے ممبر بھی تھے اور بورڈ ممبر بھی تھے دو عہدے تھے ان کے پاس وہ ہم نے اجازت لی تھی اس طرح سے اسی اسکیمات پر میں بات کرتا ہوں۔ کیا بات ہے کہ صرف ایک خاندان کو نشانہ بنایا جاتا ہے یہ ایک XX ہے۔

جناب چیئرمین: یہ X کا لفظ کارروائی سے حذف کیا جائے۔ آپ ذرا الفاظ کا انتخاب مہربانی کر کے ذرا پارلیمان کے تقدس کے مطابق کریں تو بہتر ہو گا۔

جناب نائٹس جانسن: وہ بھی ہمارے نمائندے ہیں وہ ہمیں X کہتے رہیں ریکاڈنگ سنیں وہ کیا کہتے ہیں کہ اپوزیشن والے تو X ہیں۔ سر! ابھی کہہ کر گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں میں رولنگ دیتا ہوں کہ دونوں جانب سے اگر ایوان کے تقدس کے منافی کوئی بات کی گئی ہے تو حذف کیے جائیں، دونوں جانب سے۔

جناب نائٹس جانسن: دیکھیں ہم برداشت کرتے ہیں ہم مقابلہ نہیں کر سکتے جو ایسے لوگ ہمارے مقابل ہوتے ہیں ان کا ہم مقابلہ نہیں کر سکتے جو ہمارے ساتھ ہوا ہے میرے پچوں کیسا تھی بیٹوں کیسا تھا تمام یہ سیاسی لوگ جاتے فیصلوں پر میں بھی ایک سیاسی و رکر تھا اپنی قوم کے فیصلہ پر گیا جنہوں نے مجھ پر حملہ کیا اس کی بنیادی وجہ یہ حکومت ہے میں اس کا ثبوت دیتا ہوں کہ انہوں نے خواتین کے اوپر جب میں ادھر گیا ہوں اس حملہ سے پہلے جب سی ایم صاحب نہیں گئے تھے اس وقت میں گیا ہوں اس سے چار ماہ پہلے ان کی نشاندہی کی کہ دوسویا چار families وہاں رہ رہی ہیں ان کے پاس گیس بجلی نہیں ہے میں نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ ان کو گیس بجلی مہیا کریں، ہمارے ابھی وزیر خزانہ نہیں ہیں ان کو میں نے کوئی دس روز پہلے بھی وہ دیا ہے جب وہاں میں گیا ہوں۔

تو وہاں میں نے بات کی انہی خواتین کے متعلق صرف ایک لائٹ کے اوپر جو گیس بجلی جب یہ سی ایم صاحب نے وہاں ونٹ کیا ان کی حوصلہ افزائی ہوئی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ گورنمنٹ کی حوصلہ افزائی کے اوپر وہ چار ماہ کے اوپر منصوبہ بندی کر کے وہاں مجھ پر حملہ کیا ادھر آئی بی کا ملازم تھا کرسچن لٹر کاؤنٹی تھا اس نائم 8 بجے ادھر کیا کر رہا تھا جبکہ وہ عیسیٰ نگری میں رہتا ہے اسی طرح دنیش نے مجھ کو جب سردار صاحب بھوتانی صاحب نے ایک دعوت کی۔

☆ بحکم جناب چیئرمین -X-X-XXXXXX-X-X-XX. یہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دینے گئے۔

جناب چیئرمین: اس میں دیکھیں میں آپ کی باتوں کی قدر کرتا ہوں۔ یہ اسمبلی، تمام مظلوموں کے ساتھ جس کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے لیکن بجٹ بجٹ میں اگر اس کیلئے یہ آپ کی بات بجا ہے لیکن اس کیلئے اگر توجہ دلا و نوٹس کے توسط سے اگر وہ آپ پر آئیں تو پھر باقاعدہ طور پر وہ منظور بھی ہو گا۔ اور پھر ہوم منستر صاحب باقاعدہ اس پر اس کا جواب دیں گے۔ اگر بجٹ پر بات کریں تو مہربانی ہو گی۔

جناب نائٹس جانسن: نہیں مجھے ایک بات کرنے دیں دیکھیں میرے نمائندے ہیں، دنیش نے مجھے جب دعوت پر وہ کہہ رہے ہیں کہ جی آپ ابھی کوئی ایکشن ہو رہا ہے میں نے کہا 2013ء میں۔ نہیں جی آپ آئندہ کسی کو لارہے ہیں انہوں نے میرے بڑے بیٹے سے کہا ٹھیک ہے وہ اسی کو انہوں نے نشانہ بنایا اسی کو مارنے کی کوشش کی اسی کے اوپر خبر لے کر چڑھے، ٹھیک ہے ناں، مجھے تو چھیر رہے تھے کہ آپ اپنے بیٹے کو لارہے ہیں۔ میں نے کہا جب وقت آیا تو اس پر ہم اسلئے کہ دنیش، یہ دنیش کی اور علاوہ الدین کا کڑکی، وہ تو کرچنگوں کی 1995ء میں کیا مخلوط طریقہ انتخاب تھا، ابھی آپ سے گزارش ہے کہ جب مخلوط طریقہ انتخاب تھا اس میں ہندو، سکھ، وہ طریقے اس وجہ سے اگر وہ اسکیم پاس ہوتی تو یہ بات بتتی تھی کہ وہ وہاں رہیں، مسلم اگر وہاں رہ رہے ہیں، سکھ رہ رہے ہیں، ان کا کوئی کام نہیں ہے۔ وہ کرچنگوں کی ہاؤ سنگ اسکیم ہے۔ اسی پر قبضہ، کیوں گورنمنٹ سورہی ہے انتظامیہ سورہی ہے 2006ء اور 2016ء سے عدالتیں، عدالت میں کیس ہے۔ وہ وہاں ابھی کام منظور کیے دنیش، وہ کیسے کام منظور کرو سکتے ہیں۔ پچھلے سال بھی اس نے وہاں کام کیے جب عدالت میں کیس ہے وہ کیسے کام وہاں کر سکتے ہیں؟

جناب چیئرمین: شام لعل صاحب! میں نے گزارش کی کہ آپ کی باتیں بالکل صحیح اور بجا ہیں لیکن اسمبلی کے رولز کے مطابق میزانیہ پر بات کریں۔ اس کے لئے آپ الگ سے توجہ دلا و نوٹس لے آئیں۔ اس پر آپ کو محل کے موقع ملے گا بات کرنے کا بھی اور حکومت کے ذمہ ہو گا آپ کو جواب دینے کا بھی۔ تو اس فورم کو اس طرح استعمال کریں تو آپ کیلئے بہتر ہے۔

مکھی شامل لعل: سر! ایسا ہے کہ ہم نے لکھ کر دی ہے ابھی اسکیمات ہوں تو وہ دنیش کو کیسے، وہ میں نے ترتیب سے لکھ کر دی ہے۔ سی ایم کو خود رولنگ اسیکر صاحب نے دی تھی۔ اور ہمارے ظہور صاحب کو فالئ پہنچائی۔ اس فالئ کو سیکرٹری صاحب کو ادھر کھڑے کھڑے دی۔ سیکرٹری پی اینڈ ڈی کے پاس میں جاتا ہوں، ابھی فالئیں ان کے پاس کیوں نہیں ہیں؟ جناب آپ کا شکر یہ جس روز مجھ پر حملہ ہوا تھا ایک سردار تھا ایک نمائندہ تھا جس نے فون کر کے میری خیریت دریافت کی اُس وقت میں ہسپتاں میں تھا اس کے لئے میں سردار کھمیر ان

صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں۔ شکر یہ جناب اپیکر۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ کافی وقت ہو گیا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ سورج 24 جون 2020ء بوقت شام چار بجے تک کے لئے ماتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 07 بجکر 20 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

